مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبؤنک احق ھو۔ قل ای و ربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و دجال و مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ محمد یوسف پنشنر جیسے پہلے دلوں اندھے ہو گئے تھے، روحانی طور پر تو بالکل ہی اندھے ہیں اور اسی لئے بمصداق مثل مشہورہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے انہیں جو کچھ بھی سوجھائی دیتا ہے وہ قرآن مجید کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، اسلام کے خلاف اور خود خدا تعالیٰ کی پاک شان کے خلاف۔

حافظ صاحب باوجودیکہ اس پیرانہ سالی میں اپنی شوخیوں اور گستاخیوں کا خمیازہ بھگت چکے تھے لیکن پھر بھی بے حیائی نے کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور اور اسکی جماعت سے استہزا کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور اس طرح اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر انہیں ایمان نہیں۔ اسکی نظیر ابھی وہ تازہ اشتہار ہے جو منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی موت پر اس نے شائع کیا ہے۔

منشی الٰہی بخش کے نام سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی مگر باوجودیکہ وہ اچھا خاصہ موٹا تازہ مضبوط آدمی تھا اور حضرت مسیح موعود سے عمر میں بھی کم تھا پھر بھی اسی قسم کی پیشگوئیوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کا فدیہ ہو گیا اور صادق کی زندگی میں کاذب طاعون سے ہلاک ہو گیا اس موت سے مراد بس گئے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کرتا تھا اور پھر اپنے گھر سے باہر منشی عبدالحق کے گھر میں مرا جو سوائے ابھی تک نہیں کہا کہ وہ منشی عبدالحق کے گھر میں کیوں مرا۔ دوسرا تو نہیں کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے جیسا تحریر کرتا منشی الٰہی بخش نے تیمارداری کا کوئی اعلیٰ نمونہ دکھایا ہو اور یا یہ کہ منشی عبدالحق کے گھر میں ہی یکایک ایسے بیمار ہوئے کہ اٹھ نہ سکے اور شدید العذاب نے ایسا پکڑا کہ ہوش ہی نہ رہی کہ کہاں جائیں؟ بہرحال یہ امر منشی عبدالحق ظاہر کر دیگا۔ لیکن انہیں کوئی کلام نہیں کہ وہ طاعون سے عبدالحق کے گھر مرا اور اس طرح صادق کی صداقت پر اپنی موت سے مہر کر گیا اسی طرح جس طرح اس سے پہلے اس کے دوسرے مثیل نے کی۔

حافظ محمد یوسف کو اس موت سے سبق لینا چاہئے تھا اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خدا کے برگزیدہ کو مان لینا مناسب تھا مگر ازلی شقی دوست اور مخلص کی موت کو ہنسی کا ذریعہ قرار دیتا ہے جس سے اسکی شقاوت قلبی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ اس نے مندرجہ ذیل نوٹس شائع کیا ہے۔

قابل توجہ مرزا صاحب و مرزائیاں

بیتے کل ۸ اپریل کو وقت ۱۰ بجے دن کے سنا کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہور مصنف عصائے موسیٰ ملہم ربانی آج رات کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے دل کو سخت صدمہ پیدا ہوا اسی وقت سے رنج اور غم میں مبتلا ہو گیا۔ رات کو بعد نماز عشاء اسی غم میں سو گیا بعد ۲ بجے رات کے آنکھ کھلنے کے بعد غنودگی میں ایسی رہنمائی میں پڑا ہوا تھا معلوم ہوا کہ مولوی برہان الدین جہلمی اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور ایڈیٹر اخبار البدر مرزائیوں کو بسبب تقلید مرزا قادیانی کے زنجیر سے سخت عذاب کر رہے ہیں اور وہ لوگ مرزائی ہونے سے انکار کر رہے ہیں اسواسطے مرزائیوں کی نسبت شہادت دینے کے واسطے منشی الٰہی بخش صاحب برگزیدہ بارگاہ صمدانی کو نہایت عزت کے ساتھ طلب کیا گیا ہے جو بحیثیت ملہم ربانی منشی الٰہی بخش صاحب مرزائیوں کی نسبت شہادت پیش کریں گے اسی طرح علیحدہ کیا جاویگا۔ اسبات کو سنکر دل کو اطمینان ہو گیا اسواسطے بھائی مرزائیوں کو اور بالخصوص مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ قیامت قریب آ گئی ہے۔ مگر ابھی تک دروازہ رحمت کا واسطے قبول ہونے توبہ کے کھلا ہے مرزائیوں کو لازم ہے کہ جلد توبہ کریں اور تقلید مرزا سے علیحدہ ہو جائیں ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہوگا میں صرف بطور خیر خواہی کے آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں پہلے بھی بذریعہ قطع الوتین اور پہلے خط کے اطلاع دی گئی ہے اور پھر تبلیغ کرتا ہوں آئندہ اختیار ہے۔

حافظ (محمد یوسف پنشنر از امرتسر) ۹ اپریل ۱۹۰۷ء

اس نوٹس میں ایک طرف تو حافظ صاحب منشی الٰہی بخش کی موت پر سخت رنج و غم میں اپنا مبتلا ہونا ظاہر کرتا ہے اور اسے علیحدہ تابانی قرار دیتا ہے دوسری طرف اسے ہنسی کرتا ہے جبکہ وہ ایک بہت گواہ سے شہادت کا باعث قرار دیتا ہے۔ ناظرین اس مقام پر خوب غور کریں کیا عرف عام میں جب کوئی شخص شہادت ادا کرنے جایا کرتا ہے تو اس کے رفقا کو صدمہ اور رنج اور غم ہی ہوا کرتا ہے؟ اور وہ واپس نہیں آیا کرتا؟

تاہم وہ منشا رہ تو یہ نہیں غالباً منشی الٰہی بخش صاحب پر حلف دروغی کا مقدمہ ہو گیا ہے کیونکہ بقول حافظ صاحب وہ مرزائیوں کے خلاف شہادت دینے گئے ہیں۔ اور چونکہ وہ واپس نہیں آ سکے۔ اس سے قرین قیاس یہی ہے کہ انہوں نے حلف دروغی کی ہے اور اسکی سزا بھگت رہے ہیں۔ اور اسکو اور دوسرے قرائن بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جن مرزائیوں کے خلاف انکی شہادت ہے وہ تو اس جہان سے رخصت ہوئے عرصہ گزر گیا۔ اب تک منشی الٰہی بخش کو شہادت کے لئے نہ بلانا ظلم کر رہا تھا اور وہ محض آسمانی کی تعمیل سے بہانے پھرتے رہے ہیں اور اب موقت یہی ۷ اپریل کو یا گرفتاری منشی عبدالحق کے مکان میں چھپے ہوئے تھے انکا ایک طاعونی وارنٹ کے ذریعہ بلا ضمانت گرفتار ہو کر حاضر کئے گئے۔ اور ان پر تعزیرات کے جو بحیثیت عہدہ ملہم کی ہیں انپر مقدمہ ہو گیا ہو تو تعجب نہیں۔ حافظ صاحب بھی تو انکے ہمراز اور شریک حال ہوں۔ اور جس عزت کے ساتھ انکو بلایا گیا ہے حافظ صاحب بھی اسی عزت سے جانے کی درخواست کریں۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ شہادت پورا ہو جائیگا اور اگر حافظ صاحب اس شہادت کے لئے جانے سے گریز کریں تو اپنے دوستوں عبدالحق یا ثناء اللہ میں سے کسی کو بھیج دیں کیونکہ ثناء اللہ تو اس امر میں مشتاق بھی ہے۔ کرم الدین کے مقدمہ میں بھی گواہ ہو گیا تھا۔ انہیں بھی بلا یا دسے اور مولوی فاضل بھی ہے اسکی شہادت شاید بہت معتبر ہو۔ حافظ صاحب ان بزرگوں سے پوچھ کر بتائیں کہ کب تک تشریف لیجائینگے؟ مگر حافظ صاحب کو ضرور جانا چاہئے تاکہ وہ واپس آکر اس روئیداد کو شائع کر دیں یا میاں معراج الدین حکیم کو ساتھ لے جائیں۔

بہرحال

یہ تو حافظ صاحب کی شوخی اور بے حیائی پر ایک ریمارک ہے۔ مگر حافظ کی اس تحریر کو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو نہ خدا پر ایمان ہے اور نہ قرآن کریم پر اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت اس کے دل میں ہے۔ ورنہ وہ ایسی بے حیائی اور ہنسی سے کام نہ لیتا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر کس قدر اعتراض وارد ہوتے ہیں کیا وہ خدا جو سمیع البصیر، خبیر بما تعملون۔ علیم بذات الصدور ہے اسکے مقابلہ کوئی امر مخفی اور پوشیدہ ہو سکتا ہے؟ وائے عقل و ایمان کے دشمن! ذرا تیرہ باطن حافظ! دیکھ تیری یہ ہنسی خدا کے مامور و مرسل اور اسکی جماعت ہی سے نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور بس!!! اس جرم کی سزا تعزیرات قرآنی میں کیا لکھی ہے۔

وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

(۱) عوام سے ۵؍
(۲) خواص و معاونین سے ۱۰؍
ہندوستان سے باہر ۵؍
غیر مذاہب والوں سے ۵؍ ۱۲؍
اپنی جماعت کے مستطیع دس روپیہ سے
کم آمدنی والے لوگوں سے ۴؍ ۱۲؍
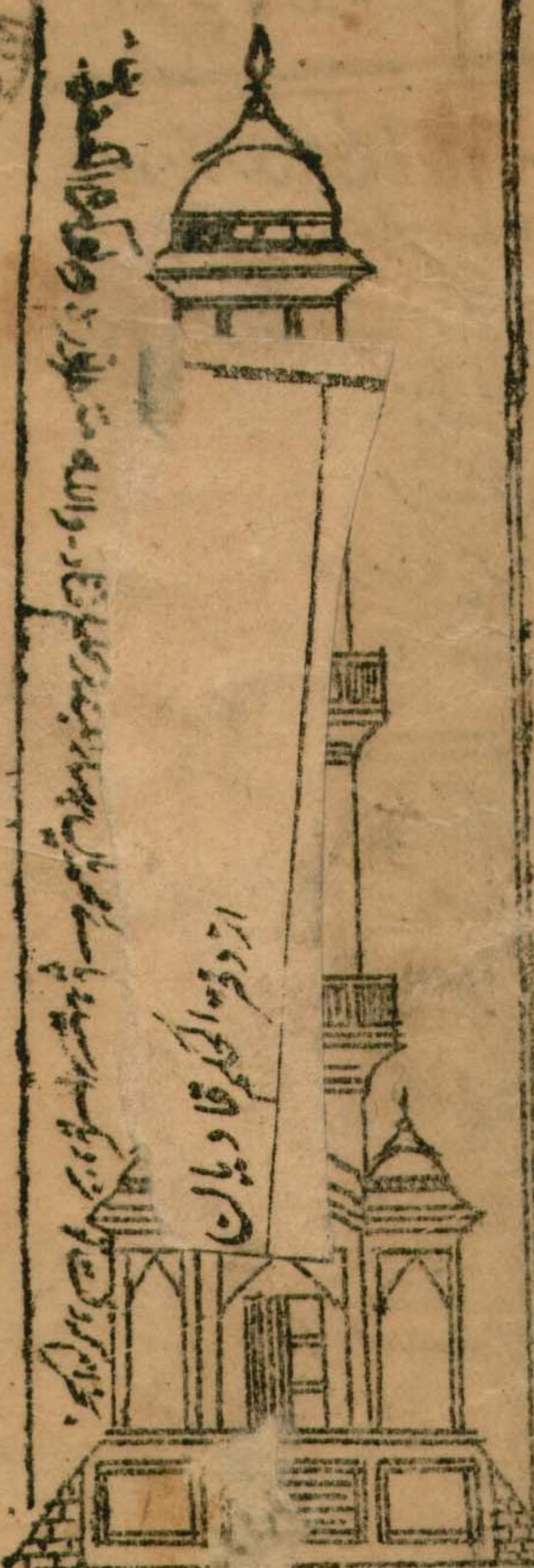
نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

چھوٹی مسجد کی توسیع

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر اور اسکی حمد ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر پہلو سے ترقی کرکے ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سلسلہ اسی کا قائم کیا ہوا ہے اور اسی کی طرف سے ہے۔ برادران طریقت کے لئے یہ خبر بڑی مسرت کا موجب ہوگی کہ مسجد مبارک جسکو چھوٹی مسجد کہتے ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے من دخلہ کان آمنا اسکی وسعت کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ بڑی مسجد کی توسیع کی خبر ناظرین پہلے سے سن چکے ہیں اب چھوٹی مسجد کے ساتھ جو ایک مکان پڑا ہوا تھا وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو خرید کر لیا گیا ہے اور باضابطہ اسکی رجسٹری ہو گئی ہے اس مکان کے ملنے سے مسجد قریباً ۲۹ فیٹ عرض میں اور ۳۲ فیٹ طول میں بڑھ جائیگی اللھم زد و فزد۔ اسکی درستی اور تعمیر پر ایک بیش قرار رقم خرچ ہوگی اگرچہ وہ کریم رحیم مولا جس نے اسکی وسعت کا سامان پیدا کر دیا ہے اسکی تعمیر کے سامان بھی بہم پہونچا دیگا۔ بہر حال یہ امر جماعت کی توجہ کے قابل ہے اس جدید تعمیر پر شائد دو ہزار سے بھی زیادہ روپیہ صرف ہو خدا اپنے فرمانبردار بندوں کو توفیق دے اس کار خیر کے لئے اتفاق کرے۔ آمین۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامی۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طالب علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اسکے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ ہے لیکن اس مد میں اب ۱۵ اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے سامان بہم پہونچائیگا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی امداد کے لئے اٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کروں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔

یتیم کے اخراجات

جس یتیم کے سالانہ اخراجات مبلغ ۶۰ کے لئے اپیل کیا گیا تھا وہ ابھی پورے نہیں ہوئے۔ گذشتہ رقوم کے بعد کوئی رقم تا حال نہیں آئی احباب توجہ کرکے اس رقم کو پورا کریں۔ صرف میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ کے عائد کئے ہیں۔

اصلاح۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء کی الحکم میں سید محمد نذیر حسین ساکن کٹھالیاں کی رقم للعہ ۱۲؍ جو غلطی سے عہ ۱۲؍ چھپ گئی۔

دس مطلوبہ وظایف

جن دس مطلوبہ وظایف کے لئے اپیل کیا گیا تھا ابھی تک صرف شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد نے ہی توجہ فرمائی ہے۔ احباب توجہ فرماویں یہ وظایف ۵۰ ماہوار کے مطلوب ہیں۔

قابل تقلید وظیفہ

اس سال ہمارے مخلص بھائی شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم مولف المیزان کی عزیزہ مرزا برکت بی بی جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ایک نہایت ہی ہونہار اور شریف طالبعلم ہے

احمدیوں کے قتل کا فتویٰ

(سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۰ جلد ۱۱ مورخہ ۲۴ر مارچ ۱۹۰۷ء)

میرے مضمون کے جواب میں سرحدی مولوی صاحب بار بار لکھتے ہیں کہ سراج الملت والدین نے یہ کام بہت اچھا کیا مگر میں حیران ہوں کہ یہ نام یا خطاب آپکو کس نے دیا ہے خدا فرماتا ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنے خدا کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں مگر کیا یہ امیر صاحب کی نسل کا نام ہے خطاب تو وہ ہے جو کہ خدا تعالےٰ دے یا اُس کا رسول یا دنیاوی خطاب ہو تو بادشاہ ہو سکتا ہے جیسے کہ آگرہ میں امیر صاحب کو خطاب عطا ہوا۔ اور وہ خطاب لارڈ کچنر کے مطابق ہے۔ کیا امیر صاحب کو الہام کے ذریعہ سے یہ خطاب ملا ہے یا حدیث میں اسکی بابت کوئی اشارہ ہے یا آپ لوگوں میں سے کسی کو خدا کیطرف سے ایسا اشارہ ہوا ہے کہ امیر صاحب سراج الملت والدین ہیں یا قرآن حدیث میں کسی بادشاہ کو ان الفاظ سے پکارا گیا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ سراج تو آنحضرت کا نام ہے۔ جب آپ لوگ مسیح کے نام سے اسقدر چڑتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے مسیحائی کے دعوے پر آپ جامہ سے باہر ہوئے جاتے ہیں اور اس قدر گھبرائے ہیں جسکی کوئی حد نہیں۔ اور وہ کتابیں جو انکے برخلاف لکھی گئی ہیں۔ یا وہ تقریریں جو انکے مقابل میں کیگئی ہیں انہیں گالیوں کی ایسی بوچھاڑ کیگئی ہے کہ گویا سمندر کا طوفان ہے جو کہ امڈا چلا آتا ہے۔ مگر ایک دنیاوی بادشاہ کو بغیر قرآن و حدیث کے ارشاد کے سراج الملت والدین کہنا کچھ بھی ناگوار نہیں گزرا حالانکہ وہاں تو مسیحائی کا دعویٰ تھا۔ اور سراج کا وہ خطاب ہے جو کہ خدا نے نبی کریمؐ کو عنایت کیا ہے پس اس کارروائی کو دیکھکر سوائے اس کے ہم اور کیا کہسکتے ہیں کہ دنیا کی لالچ اور مال کی طمع ایسا کام کرنے کے لئے آپ کو مجبور کر رہی ہے۔ گو مجھے شبہ ہے کہ آپ کو اس مضمون کے بدلے میں امیر سے تو کچھ ملا نہ ہوگا اور جو خدا سے ملا وہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔ انما ھی اعمالکم احصیھا علیکم اس کے آگے چلکر راقم مضمون لکھتا ہے کہ امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی کو کام میں لاکر اس حدیث کے حکم کا برخلاف کسطرح کر سکتے تھے یعنی جبکہ حدیث صاف طور سے مرزائیوں کا قتل جائز بلکہ ثواب قرار دیتی ہے تو کیونکر امیر صاحب انکے قتل سے اپنے ہاتھ کو اسلئے روک دیتے کہ انکی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی اس کے برخلاف تھی لیکن افسوس شاید راقم مضمون کو وہ حکم یاد نہیں جو کہ امیر صاحب نے دہلی کے دربار کے موقعہ پر دیا تھا کہ کوئی گائے ہمارے لئے ذبح نہ کیجائے کیونکہ اس سے مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہیں اور ہندوؤں کی دلشکنی ہوتی ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ صاف طور سے فرماتا ہے۔ کہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ جسکے معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم گائے کی قربانی کرو۔ اور یہ حکم اسوقت دیا گیا ہے کہ جب بنی اسرائیل ایک ایسے ملک میں تھے جہاں گائے کی پوجا کیجاتی تھی۔ اور ایسا کرنے سے وہاں کے باشندوں کی دلشکنی ہوتی تھی۔ مگر خدا نے پھر بھی حکم دیا کہ گائے کی قربانی کرو۔ کیا امیر صاحب خدا تعالےٰ کی غلطی نکالتے ہیں اور وہ کام جو اُس نے جائز رکھا اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں افسوس کہ اس موقعہ پر تو امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی کے تابع ہوگئے اور عبد اللطیف کو شہید کرتے وقت تابع نہ رہ سکے اور پھر کونسا حکم پورا کیا وہ جو کہ نہ تو قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ حدیث جس سے کہ راقم مضمون احمدیوں کے قتل پر دلیل پکڑتا ہے خارجیوں پر پوری ہو چکی اور اسپر صحابہ اور محدثین کا اجماع ہے پھر بار بار اس حدیث سے استدلال کرنا انکی شوخی پر دلالت کرتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اسی باب میں اسی

حدیث کے متعلق صاف لکھا ہے کہ یہ خوارج کے متعلق ہے اور لکھا ہے کہ وہ عراق سے پیدا ہونگے پھر بار بار اس کے دوسرے معنے کرنا سخت بے باکی اور دلیری ہے۔

سرحدی مولوی کا یہ لکھنا کہ اس فرقہ کا کابل میں پہنچنا پہلی ہی دفعہ ہوا تھا۔ بالکل غلط اور صریح بے بنیاد ہے کیونکہ قریباً تین سال پیشتر اس واقعہ کے صاحبزادہ صاحب کا ایک شاگرد مولوی عبد الرحمٰن بھی اسلئے قتل کیا گیا تھا کہ وہ جہاد کا منکر اور مرزا صاحب کا مرید تھا۔ پس یہ بات کہ پہلی دفعہ ہی یہ سلسلہ وہاں پہنچا تھا خلاف واقعہ ہے۔ اور اگر پہلی دفعہ ہی ہوتی تو ممکن تھا کہ یہ خیال کیا جاتا کہ امیر صاحب نے بے سوچے سمجھے صاحبزادہ عبد اللطیف کو قتل کر دیا لیکن یہاں تو یہ معاملہ ہی نہیں کیونکہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب حسب الحکم مولوی عبد اللطیف کے یہاں آیا کرتا تھا۔ اور واپس جا کر یہاں کے حالات سے مولویصاحب کو واقف کیا کرتا تھا اور جب امیر صاحب کے والد امیر عبد الرحمٰن کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اس گروہ میں سے ہے جو کہ جہاد کا منکر ہے تو اس نے اسکو قتل کروا دیا۔

آگے چلکر راقم مضمون پھر ایک حدیث صحیح مسلم کی بیان کرتا ہے کہ من اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان یعنے جو شخص اس امت میں نفاق ڈالتا ہے۔ اور امت میں اتحاد اور وحدت ہو تو خواہ وہ کوئی ہو اسکو قتل کر دو۔ اس حدیث کے بیان کرنے میں بھی پہلی حدیث کیطرح اسی ایمان سے کام لیا گیا ہے جو خود بڑھایا چلا گیا ہے اور اپنا قائم مقام پیدا کیا گیا ہے کیونکہ یہاں صاف طور سے لکھا ہے کہ قوم متفق ہو اور یہ حدیث تو بہت مروی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو دوسرے موقعہ پر اسطرح بیان کیا ہے کہ امرکم جمیعا الی رجل واحد یعنی تم ایک شخص کے ماتحت ہو اور ایک تمہارا امام ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ امامت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دنیاوی اور ایک دینی سو اسوقت تم لوگوں کا نہ دینی طور پر کوئی امام ہے اور نہ دنیاوی طور پر۔ دنیاوی طور پر ایک بادشاہ نہیں کچھ عیسائیوں کے ماتحت ہو اور کچھ بدھوں کے اور کچھ اپنے ہم مذہب بادشاہوں کے۔ اور دوسرے دینی امامت سو اسمیں بھی تم لوگ متفرق ہو۔ تمہارا کوئی امام نہیں اول تو تمام مسلمانوں کا ایک امام ہوتا مگر وہ نہیں ہر ایک فرقہ کا ایک ایک امام ہوتا تب بھی بات تھی کہ ایک ایک امام کے ماتحت سب امن سے زندگی بسر کرتے تھے اور احمدیوں نے انمیں خلل ڈالدیا حالانکہ اسوقت ہمارے جتنے مخالف ہیں ایک شیعہ سو انکا بھی کوئی امام نہیں انہیں سے بعض کا امام تو گیارہ سو برس سے غائب ہے بعض کا انتظار میں ہیں اور بعض اوتاروں کے قائل ہیں جیسے آغاخانی اور بعض نے ایک موجودہ [illegible] جیسے زیدی پھر خوارج سو ان میں بھی کوئی امام نہیں مقلد ہیں تو وہ بھی بغیر امام کے ہیں متصوفہ گدی نشین ہیں تو وہ متفرق اور بلا امام کے ہیں پھر اگر گروہ ہے جو کہ اسباب سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں گورنمنٹ ہم سے ناراض نہ ہو جائے یا ترقی نہ رک جائے ہماری مخالفت کرتا ہے حالانکہ گورنمنٹ کے سایہ میں ہم امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ملکہ قیصرہ کو تبلیغ کرنے پر اُس نے بھی ہم کو کچھ نہیں کہا پس یہ انکا گمان محض فرضی ہے اور دیکھا جائے تو ان لوگوں کا بھی کوئی امام نہیں پس جتنے ہمارے مخالف ہیں سب بغیر امام کے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا فلاں امام ہے پس یہ حدیث قطعاً اسوقت کے مسلمانوں پر نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ متفرق ہیں اور اس بات کے برخلاف احمدی ایک امام کو مانتے ہیں اور اسکا جو کچھ حکم ہو اسکو ماننے کے لئے تیار ہیں پس ہمارے برخلاف کارروائی کرنا گویا کہ جماعت میں خلل ڈالنا ہے۔ اور ہمارے مخالف تو خود ہی متفرق ہیں انمیں نفاق پیدا کرنیکے کیا معنے ہیں مولویصاحب کیا آپ سنت والجماعت ہیں ذرا انصاف سے غور کرو جب تمہارا کوئی امام ہی نہیں تو جماعت کہاں اور سنت کا اتباع کیا تمہارے بزرگ وقتاً فوقتاً امام بناتے رہتے تھے مگر اب تم نے اس کو ترک کر دیا اسلئے اب تم نہ سنی ہو اور نہ صاحب جماعت۔ پھر آگے چلکر لکھا ہے کہ یہ جو لکھا ہے کہ جہاد کے انکار کے بدلے اور گورنمنٹ کو تکلیف سے بچانے کے لئے جو اس نے

کوشش کی یعنی مولوی عبداللطیف صاحب نے اور اس کے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے احمدیوں کی عادت کے مطابق صریح جھوٹ اور سیاہ جھوٹ ہے[1] مگر افسوس کہ یہ بات لکھتے وقت راقم مضمون کو وہ شہادت یاد نہیں رہی جو کہ گورداسپور میں مولوی ابوالوفا ثناءاللہ نے دی تھی اور جسکو اب بھی ہم پیش کر سکتے ہیں جسمیں کہ وہ جھوٹ کو جائز بتلاتے ہیں اور خود راقم مضمون نے خواہ وہ کوئی سرحدی مولوی ہے یا ایڈیٹر یا نائب ایڈیٹر ہی اس مضمون میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ خدا کی پناہ اور دوسروں پر جھوٹ باندھنا الگ رہا خود نبی کریم پر جھوٹ باندھا ہے کہ انہوں نے فلاں حدیث احمدیوں کے لئے ہی بیان فرمائی تھی حالانکہ انہوں نے عراق کیطرف اشارہ بھی کیا کہ اس ملک میں یہ قوم پیدا ہوگی اور ابوسعید رض کہتے ہیں کہ مینے اسکو پورا ہوتے دیکھا اور پھر دوسری حدیث بھی جھوٹے طور سے پبلک کو دھوکا دینے کے لئے استعمال کی ہے کیونکہ عام مسلمانوں کا کوئی امام نہیں اور ہمارا امام ہے اور ہم نے نفاق کو مٹایا ہے کیونکہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جھنڈے کے نیچے عیسائی - آریہ - سکھ - شیعہ مقلد - غیر مقلد اور صوفی وغیرہ وغیرہ جو متفرق تھے ایک جماعت کی صورت میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور تم لوگوں میں وحدت کب ہوئی تھی کیا اخراج الوہابیین من المساجد کی کتابیں نہیں لکھی گئیں اور وجودیوں اور شہودیوں کا جھگڑا نہیں اور اس تفرقہ کی وجہ سے کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ انہیں سے ایک دوسرے پر حملہ کرتا پس آپ نے خود ان حدیثوں کے استعمال کرنے میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں اور آپکے ہی مولویوں کے بیان ہیں کہ جھوٹ جائز ہے جسکی وجہ سے سشن جج صاحب بہادر کو بھی لکھنا پڑا کہ کرم الدین کے کتاب وغیرہ سے بڑھکر الفاظ بھی استعمال کئے جاتے تو درست تھا پس جھوٹے ہم ہوئے یا آپ۔

پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ جہاد ایک فوری جوش ہے اور جہاد کے لئے فتووں کے مصنوعی جوش پیدا کرنے کی کوشش بیجائے ناکامی ہوتی ہے اور پھر لکھا ہے کہ امیر صاحب کو اسکی کیا ضرورت ہے کہ وہ جہاد کے متعلق کوئی فتوے لیں مگر افسوس کہ اس موقعہ پر بھی راقم مضمون نے تعصب سے کام لیا ہے کیونکہ اگر جہاد ایک فوری جوش ہوتا ہے تو آنحضرت نے جہاد کے لئے امام کی شرط کیوں رکھی ہے اور الامام جنة یقاتل من وراءہ کے کیا معنے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر ایک شخص کو گاؤں سے دو کوس پرے ایسے حالات معلوم ہوئے جن سے کہ اس کو جوش آگیا تو کیا وہ امام سے پوچھتا پھریگا اور اسے اپنے ساتھ لیکر آئیگا اور اگر پوچھنے جائیگا۔ تو فوری جوش کی بات غلط ہو جاتی ہے۔ حالانکہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ امام کے بغیر کوئی جہاد نہیں جب تک وہ ایک امام تجویز کریگا اس وقت تک تو جوش مدہم پڑ جائیگا پس یہ فوری جوش والی بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو خدا نے مومنین کو جہاد کے لئے کیوں ابھارا ہے اور یہ گویا کہ خدا کا فعل عبث تھا کیا نعوذ باللہ۔ فاقتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم آپ کے نزدیک ایک فتوی ہے جو ناکامی کا باعث ہے۔ اور جسکا کوئی اثر نہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ بلکہ فتووں سے درحقیقت جوش پیدا ہو جاتا ہے اور دور بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ سرحد پر ہوتا ہے مولویصاحب آپ کیطرح حدیثوں کو غیر محل استعمال کر کے لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارتے ہیں اور انمیں جوش پیدا کر دیتے ہیں جسکی وجہ سے ہماری مہربان گورنمنٹ کو بعض اوقات تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں اور جوش کے مٹ جانیکی مثال ہمارے پاس ہے۔ اور وہ ہمارے امام کی تحریریں ہیں جن سے کہ سرحد پر بہت کچھ فائدہ ہوا ہے جیسا کہ پاینیر ایک پہلا آرٹیکل مظہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کا جہاد کے برخلاف لوگوں پر بہت کچھ اثر پڑا ہے اور اسپر گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ آپ کی تحریروں کے پھیلانے میں

وہ مدد کرے پس یہ ضروری بات ہے کہ جہاد کا جوش پیدا بھی کیا جا سکتا ہے اور مٹایا بھی جا سکتا ہے کیونکہ جسطرف کے دلایل زبردست ہونگے انکا اثر لوگوں پر ضرور پڑیگا اور پھر امیر عبدالرحمٰن صاحب کا جہاد کے متعلق کتاب لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ انکا بھی عقیدہ تھا کہ جہاد کا جوش فتووں سے پیدا ہو سکتا ہے تبھی تو انہوں نے لکھا کہ جہاد نہ صرف مذہبی طور سے ہی ایک بہت عمدہ بات یا فرض ہے بلکہ ملکی معاملات کے سبب سے بھی ایک اعلیٰ کام ہے اور یہ لکھتے ہوئے انہوں نے بھی ہمسایہ طاقت کی تکلیفوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا جس نے کہ انکو تخت پر بیٹھنے میں مدد دی تھی پس اگر جہاد کا جوش فتووں سے نہیں پھیل سکتا تو امیر صاحب مرحوم والد پر بھی ایک لغو کام کرنیکا الزام آتا ہے اب چونکہ تمام باتوں کا جواب دیچکا ہوں اسلئے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ مگر آخر میں گورنمنٹ انگریزی کو اسقدر توجہ ضرور دلانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کا ایسا خطرناک عقیدہ ہے کہ وہ صرف کچھ مذہبی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کے ہی ایک فرقہ کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہی نہیں۔ بلکہ اُسپر زور دیتے ہیں اور عام مسلمانوں کو ثواب کی جھوٹی لالچ دلاکر آمادہ کرتے ہیں کہ ان کے قتل سے خدا خوش ہے اور رسول کی اطاعت ہے اور حالانکہ وہ فرقہ یعنی احمدیہ فرقہ خدا کو واحد مانتا رسول کریم پر ایمان لاتا اور جملہ احکام اسلام پر عمل کرنا فرض جانتا ہے۔ اور ان لوگوں سے صرف اس قدر اختلاف رائے رکھتا ہے کہ حضرت عیسےٰ نبی کریم کی طرح وفات یافتہ ہیں اور وحی اور الہام کا سلسلہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت کے لئے ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ اور یہ کچھ ایسا بڑا اختلاف بھی نہیں کیونکہ اکثر ائمہ اسلام اسی کے قایل ہیں اور اس فقرہ کا ظاہر احکام اسلام پر عمل کرنا تو خود یہ لوگ مانتے ہیں۔ جیسا کہ راقم مضمون نے بھی لکھا ہے۔ کہ یہ لوگ نمازیں ہم سے اچھی طرح پڑھتے ہیں اور قرآن شریف ہم سے اچھا جانتے ہیں۔ اور ایمان کی بابت تو خدا جانتا ہے کہ یہ مومن ہیں کہ ہم۔ پس جبکہ ہم میں اور ان لوگوں میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ اور پھر بھی یہ ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ تو کسیطرح بھی ممکن نہیں کہ یہ غیر مسلمانوں یا کفار کے قتل کو ناجائز سمجھیں۔ بلکہ خونی مہدی کا عقیدہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ درحقیقت ان کے دل ایسی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ کفار کو قتل کیا جائے اور ان کا مال لوٹا جاے گا۔ اور چونکہ یہ گورنمنٹ کو زبردست دیکھتے ہیں اس لئے ظاہرا طور سے اس خیال کا اعلان نہیں کرتے۔ مگر احمدی جماعت کو کمزور دیکھکر انہوں نے صاف طور سے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا جس سے کہ ان کے دلی عقیدوں کا پتہ لگتا ہے۔ اور ہمیشہ تنکے سے ہی ہوا کا رخ دیکھا جاتا ہے۔ پس گورنمنٹ کو ان لوگوں سے ہرگز ہرگز بے فکر نہیں رہنا چاہئے کیونکہ سرحد پر آگے ہی یہ لوگ بہت کچھ کارروائیاں کر رہے ہیں۔ جنکی وجہ سے وہاں کے حکام کو بعض دفعہ تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں۔ والسلام

راقم

میرزا محمود احمد

---

[1] سیاہ جھوٹ اسلئے کہ جھوٹ تو کبھی سفید ہوتا ہی نہیں وہ تو تاریک چیز ہے اسلئے سیاہ ہے ظلمت کو نور سے کیا نسبت۔

استفسار اور ان کے جواب

نحمدہ ونصلی - مکرم بندہ جناب حکیم صاحب دام عنایتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
براہ عنایت ذیل کے سوال کا جواب بذریعہ الحکم عنایت فرما دیں۔
خاکسار محمد حسین احمدی۔

دوسرا خط

مکرمی مخدومی جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
مینے جو جواب آپ نے قرآن کریم کے حوالہ سے دیا ہے لکھکر ارسال کر دیا تھا انکو اسپر یہ اعتراض ہیں۔ خاکسار برکت علی خان محرر الحکم قادیان

الجواب۔ وباللہ التوفیق ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الرفیق۔

سوال اول خط نمبر ا۔ جناب نے الحکم نمبر ا جلد ۱۱۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء میں جو سوال نمبر ۱۳ سماع موتے کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ ابتدا میں سنتے ہیں۔ اور اسپر دلیل "فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا" دی ہے مگر اسی واقعہ کے متعلق تاریخ کبیر علامہ محمد ابن جریر طبری ع ۱۳۴۳ میں حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ قول تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقد علموا انما دعوتھم الیہ حق یعنی انکو معلوم ہوگیا کہ جسکی مینے دعوت کی تہی وہ حق ہے۔ اب التماس ہے کہ ان دونو باتوں میں سے کونسی حق بجانب ہے۔ اگر اول درست ہے تو کیا حضرت عایشہ صدیقہ رض سماع موتے کی قایل نہیں تہیں (ابتدا میں) اور جب وہ قایل نہیں تو ممکن ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہی اس بات کے قایل نہوں۔ اور اگر دوم تو پہلی حدیث جو جناب نے تحریر کی ہے کیسے تسلیم کیجاوے مفصل کیفیت یعنی جواب باصواب سے مشکور فرماویں اور بہتر ہوگا کہ ان دونوں امور پر اچہی طرح بحث کر دیں۔

جواب۔ (۱) اول تو معلوم نہیں کہ طبری کی یہ حدیث صحیح ہے یا کیسے
(۲) اگر صحیح مانی جاوے تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض کوئی نہیں۔ ایک میں ہے کہ ان کو میری سچائی کا یقین ہوگیا۔ دوسری میں ہے کہ جو ملامت میں انکو کرتا ہوں تمہاری طرح سنتے ہیں۔ بلکہ آپکی محولہ حدیث میری محولہ حدیث کے موید ہے کیونکہ پوری توبیخ تو اسیوقت ہوتی ہے جب انسان کو اپنی غلطی اور اپنے ناصح کی سچائی کا یقین ہو جاوے۔

(۳) يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ؕ
اے قوم میری البتہ تحقیق پہونچا دیا تہا مینے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے ولیکن تم نہیں دوست رکہتے خیر خواہی کرنیوالونکو۔
(۴) يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ؏ اے قوم میری تحقیق پہونچائے مینے تم کو پیغام رب اپنے کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیونکر غم کہاؤں میں اوپر قوم کافروں کے۔

غرض اصل مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور احادیث اسکی تفاسیر ہیں۔
فَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا۔

(۵) یہ کوئی ضرور نہیں کہ جس مسئلہ کے حضرت عایشہ صدیقہ رض یا کوئی اور صحابہ کبار سے قایل ہوں اسکے ضرور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہی قایل ہی ہوں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جس مسئلہ کے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم قایل ہوں اس کے صحابہ بلکہ کل مومن قایل ہوں اور ضرور ہوں۔

(۶) اگر آپ اس جواب کو مفصل نہ سمجہیں گے تو پہر آپ کو دوسری احادیث و تفاسیر متعلقہ کا حوالہ لکہا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسوقت فقیر بھیرہ میں ہے اور یہاں میرا کتب خانہ موجود نہیں۔

سوال دوم خط نمبر ۲۔ ما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرءۃ قط کا کیا جواب ہے۔

جواب۔ پوری حدیث آپ نے نہیں لکہی یا آپکو نہیں ملی۔ اصل عبارت حدیث متعلقہ اس مسئلہ کے یوں ہے۔ لا واللہ ما مست یدہ ید امرءۃ قط فی المبایعۃ یعنے بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چہوا۔ سو یہ خاص حالت بیعت کا ذکر ہے عام نہیں۔ اور اگر عام ہو تو پہر حضرت نبی کریم کی اولاد کیسے ہوگئی ید امرأۃ قط عام ہے۔ اور مینے آپکو پہلے ہی لکہدیا کہ حضرت امام ہمام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بہی صرف زبان مبارک سے ہی عورتوں کی بیعت لیا کرتے ہیں۔
(۲) اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اس حالت کی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی کسی عورت کو مس نہیں کیا تہا۔
(۳) اور اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ کسی عورت نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم (ہمہ خیر و برکت) کو کبہی نہیں چہوا تہا حالانکہ اس کے خلاف احادیث موجود ہیں جنکا ذکر عنقریب آتا ہے۔
(۴) یہ چہونا عورتونکا یہ فعل رسول نہیں بلکہ تقریر ہے یعنے عورتوں کے چہونے سے انکار نہیں کیا جائز سمجہکر جائز رکہا۔

سوال سیوم۔ کیا یہ جوئیں دیکہنے والی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں یا کوئی اور ہیں۔
جواب۔ یہ جوئیں دیکہنے والی زینب اور ہیں بیٹی نہیں۔
(۲) اگر انکو بیٹی ہی مان لیا جاوے تو دوسری حدیثیں اور اور عورتونکا بہی ذکر موجود ہے۔

الف۔ عن ابن عباس رض .... فاتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوجدت عندہ ماشطۃ تمشط راسہ۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۸۱
یعنے تب (خولہ) آئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تو اس نے دیکہا کہ ایک نائن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگہی کر رہی ہے۔
ب۔ عن عکرمۃ رض ... جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... وامرءۃ تفلی راس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوتدھنہ صفحہ ۱۸۱
یعنی آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسوقت ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکہہ رہی تہی یا روغن سر مبارک پر مل رہی تہی۔ یہ احادیث اسبات کی بہی موید ہیں کہ وہ زینب بہی کوئی اور زینب تہی بیٹی نہ تہی۔

سوال چہارم۔ قرآن مجید میں کہاں ہے کہ عورتیں امام یا رسول سے پردہ نکریں غیر اولی الاربۃ سے مراد کمزور اور ضعیف العمر مراد ہو سکتے ہیں انبیاء اسمیں داخل نہیں۔

جواب۔ آپ نے اپنے سوالات کے جوابات کو شاید غور سے نہیں پڑہا جو الحکم صفحہ ۱۴ نمبر ۱۰ جلد ۱۱۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں مینے لکہے تہے لہذا دوبارہ انکی زیادہ تشریح کیجاتی ہے مگر آپ دوبارہ اس جواب کو پہلے جوابونکے ساتھ ملاکر پڑہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں احکام حجاب بیان فرماتے ہوئے پردہ کی دو ضرورتوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اول زنا دوم تہمت زنا ان دو بدیوں کے دور کرنے کے لئے اول بلا اجازت کسی کے گہر جانیسے روکا دیکہو ۲۷ رکوع ۴ دوسرا مردونکو حکم فرمایا کہ اپنی نگاہیں نیچے رکہیں تاکہ اچانک بلا ارادہ بہی کسی نامحرم پر نگاہ نہ پڑے تیسرا عورتونکو بہی حکم فرمایا کہ وہ بہی اپنی نگاہیں نیچی رکہیں تاکہ انکی نگاہ بہی کسی نامحرم پر نہ پڑے چوتہا باوجود ان تاکیدی احکام کے عورات کو اظہار زینت سے خصوصًا منع فرمایا یہانتک کہ چچا اور ماموں سے بہی اظہار زینت سے منع فرمایا حالانکہ بہتیجی اور بہانجی محرمات ابدی میں سے ہیں۔ صرف اسلئے کہ ان دونو کی اولاد نامحرم ہے وہ ان کے پاس کہیں تعریف نہ کر دیں جس سے احتمال فتنہ ہے۔ بلکہ بیگانہ عورت کے آنیسے بہی روکدیا جس سے احتمال ہی کہ کہیں اور جگہ تعریف حسن و جمال نہ کرے۔ پانچواں عورتونکو حکم فرمایا کہ اپنی اوڑہنی اپنی سینوں پر اوڑہے رہیں۔ اب اس قانون سے بعض لوگونکو مستثنیٰ فرمایا جنسے احتمال زنا یا تہمت زنا عمومًا مہذب اقوام میں کم ہے جیسے خاوند باپ بیٹا بہائی وغیرہ۔

ہے کہ کم کا لفظ اسلئے لکھا ہے کہ بعض قومیں ایسی بھی ہیں جنکے خاوند اپنی بیاہتی بی بی کو خود بیج وانا کے حوالے کرتے ہیں تا نسل لینے کے لئے بلکہ بیج وانا کی خدمت ہی کرتے ہیں بعض قومیں ایسی بھی ہیں کہ انکا جماع اگر اپنی ماں بہن سے واقع ہو جاوے تو وہ اسکو تبرک بطور ثواب سمجھتے ہیں۔ بعض قومیں اپنی بہنوں لڑکیوں سے خود زنا کروا کر اپنی معاش کا ذریعہ بناتی ہیں۔ اسلئے ان مستثنیات میں احتمال زنا و تہمت زنا کم ہے قطعاً بخوفی نہیں۔

قرآن کریم کا قاعدہ ہے کہ استدلال بالاولیٰ کرتا ہے جیسے فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۴ یعنے مومن ایسے کام سے جسمیں کوئی فائدہ نہو پرہیز کرتے ہیں۔ اور جس کام میں نقصان ہو اس سے تو بطریق اولیٰ پرہیز کریں گے اور جیسے فرمایا وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ۱۵ یعنے اپنی ماں باپ کو اُف بھی نکہو۔ تو اس سے معلوم ہوا والدین کو جوتا کتا گالی دینا بطریق اولیٰ منع ہے جبکہ غیر معصوم کو جنسے گاہ گاہ احتمال نقصان بھی ہے مگر بلحاظ عموم بچاؤ کے انکو اس قانون سے مستثنیٰ کردیا تو نبی جو معصوم ہے اور متقی جو ادنیٰ گناہ سے بھی ڈرتا ہے اور جس سے قطعاً یقیناً زنا و تہمت زنا کا احتمال نہیں بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں۔

(۲) غیر اولی الاربۃ میں انبیاء اتقیا داخل بھی ہیں کیونکہ اولی الارب کے معنے ہیں شہوانی آدمی اور غیر اولی الاربہ غیر شہوانی اور یہ مسلم بات ہے کہ انبیاء اتقیا شہوانی یعنے شہوت پرست نہیں ہوتے اور قطعاً نہیں ہوتے (۳) غیر اولی الاربۃ کے معنے ہیں بقول ابن عباس مغفلہ عورتیں شرم نہ کریں۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۴۳ انبیاء اتقیا کی عصمت پر چونکہ عورتوں کو کامل یقین ہوتا ہے وہ انسے حجاب اور حیا نہیں کرتیں اسیواسطے بطور تبرک یا خدمت وہ مس بھی کرتی ہیں (۴) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل گواہ ہیں دیکھو حدیث غزوہ خیبر جسمیں عورتیں مجروحین کی مرہم پٹی کرنے گئی تھیں جو سوائے مس کے نہیں ہوسکتی بلکہ بعض زخموں کے پٹی باندھنے کیلئے مجروح کے بار بار کروٹ بدلنے پڑتے ہیں یا ان کو پکڑ کر اٹھانا پڑتا ہے اور جنہیں بعد فتح مردوں کیطرح عورتوں کو بھی حصہ دیا گیا۔ دیکھو الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲ کالم اول و دوم و احادیث بجواب سوال دوم ضمن الف و ب خط بنام اجنبیہ جو کنگھی کرنا سر پر روغن ملنا کنگھی کرنا لکھا ہے اور تعامل صحابہ کے لئے دیکھو سوال ہفتم کا جواب نمبر ۵ و ۶

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۲۷ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۲۸ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو احکام شریعت بیان فرماتے ہیں انمیں کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وحی ہی سے فرماتے ہیں لہذا جو کچھ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدیں لیلو اور جس سے روکیں باز آجاؤ۔ اسلئے احادیث کو (حوالجات جو اوپر لکھے گئے) حکم قرآن مجید ہی سمجھنا چاہیے۔ (۶) عورتوں کا پانو دبانا روغن لگانا کنگھی کرنا یہ فعل رسول نہیں بلکہ یہ فعل تو عورات کا ہے جو اپنی ضرورت یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اجر عظیم سمجھکر اور بدن مبارک کی مس کو موجب برکات سمجھکر یہ شرف حاصل کرتی تھیں ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین اور بالمومنین رؤف رحیم تھے انکو محروم نہ رکھتے تھے یعنے منع نہ کرتے۔

سوال پنجم۔ غیر محرم کو اگر رسول سے پردہ کرنا درست نہیں تو حضرت عائشہ رضہ باوجود ماں ہونے کے مومنوں کی کیوں پردہ کرتی تھیں۔

جواب۔ یہ عجیب سوال ہے گفتگو تو تھی مامور مرسل امام نبی کے متعلق تو حضرت عائشہ رضہ کے پردہ کی نسبت کہاں سے سوال پیدا ہو گیا جو نہ مامور ہیں نہ مرسل نہ امام نہ نبی۔

(۲) دوسری عورتوں کو تو ضرورت تھی برکت حاصل کرنے اور خدمت سے اجر عظیم پانے کی حضرت عائشہ صدیقہ کو کس صحابہ سے یہ چیزیں حاصل کرنیکی ضرورت تھی وہ شرف تو آپکو اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر میں ہر وقت حاصل تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) فَاسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۲۲ ہی حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعم عنہن کو خصوصاً مانع تھا

سوال ششم۔ حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں۔

جواب۔ وہ نبی معصوم ہیں انسے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے

اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنیٰ ہیں دیکھو سوالات دوم تا پنجم کے جوابات۔

(۳) امت اپنی نبی کی اولاد روحانی ہوتی ہے۔ اسلئے وہاں زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں جیسے لوط علیہ السلام نے فرمایا هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ ۱۲ یہ تمہاری بی بیاں میری بیٹیاں ہیں۔ دوسرا وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۲۱ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں اور باپ کی بیبیاں مائیں ہوتی ہیں۔

سوال ہفتم۔ حضرت کے صاحبزادے غیر عورتوں میں بلا تکلف اندر کیوں چلے جاتے ہیں کیا انسے پردہ درست نہیں

جواب۔ آپنے اس سوال کیوقت جلدی سے کام لیا اور غور نہیں کیا کہ پردہ کرنیکی پابند عورات ہیں یا عورتوں کے پردہ کرانے کو بھی پابند مرد ہی ہیں۔ غرض مردوں کو حکم ہے يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۱۸ یعنی مرد اپنی آنکھیں نیچے رکھیں۔ اگر آپ یہ اعتراض کرتے کہ صاحبزادے غیر عورتوں کیطرف دیکھتے ہیں اور غض بصر نہیں کرتے اور اس کا کوئی ثبوت بھی آپ پیش کرتے تو اسکے جواب کی ضرورت بھی ہوتی اب تو اسکے جواب کی ضرورت ہی معلوم نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو انپر کوئی داروغہ نہیں کہ انسے جبراً کرا وے اور منوا وے جب مامور کسی کا داروغہ نہیں تو کیا صاحبزادے عورتوں سے پردہ کرانے کے ذمہ وار ہیں۔

(۲) کتب حدیث و تفاسیر و سیر میں بکثرت لکھا ہے کہ صحابہ کی عورتیں جنگوں میں زخمیوں کے علاج کیلئے جاتی تھیں چنانچہ چند مثالیں لکھی بھی گئی ہیں۔ کیا وہ علاج کیوقت پردہ کر سکتی تھیں خصوصاً جب کروٹیں بدلنی پڑیں یا ضرورت ہو اور نہ تم بار بار پردہ دیکھتے ہو۔ (۳) مستثنیات کے ذکر میں اور قانون کے وجوہ اور ثبوت بیان کرتے ہوئے لکھدیا ہے کہ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کیلئے ہے جہاں انکو وقوع کا احتمال کم ہو انکو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کردیا ہے اسیواسطے انبیاء اتقیا لوگ مستثنیٰ بلکہ بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں۔ پس حضرت کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں البتہ اگر خیانت کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔

(۴) گھر میں عورتیں مختلف شہروں کی بعض پردہ دار اور کوئی بے پردہ پھر کیا صاحبزادے جب گھر میں جاویں پہلے تحقیقات کر لیا کریں کہ کون کون پردہ دار ہیں۔

(۵) عن ابن زيد قال لقي عمر بن الخطاب امرءة يقال لها خولة وهو يسير مع الناس فاستوقفته فوقف لها ودنا منها واصغى اليها راسه ووضع يديه على منكبيها حتى قضت حاجتها وانصرفت ... درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۸۰ یعنی ابن زید سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعم عنہ کو ایک عورت خولہ نام ملی جبکہ آپ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے اس نے حضرت عمر کو ٹھہرا کر باتیں شروع کردیں حضرت عمر اس عورت کے کندھے پر دونوں ہاتھ رکھکر اور اسکی طرف سر جھکا کر باتیں سنتے رہے یہانتک کہ وہ باتوں سے خود فارغ ہو کر چلی گئی۔

(۶) عن ام عطية رضي الله عنها قالت لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة جمع نساء الانصار في بيت فارسل اليهن عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقام على الباب فسلم فقال انا رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكن لنبايعكن على ان لا تشركن بالله شيئا ولا تسرقن ولا تزنين الاية قلنا نعم فمد يده من خارج البيت ومددنا ايدينا من داخل البيت ... درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۰۹ ام عطیہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ایک گھر میں عورات انصار کو جمع کرا کر انکی طرف حضرت عمر کو بھیجا حضرت عمر نے دروازہ پر کھڑا ہو کر سلام کے بعد فرمایا میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول تمہاری طرف کیا تم بیعت کرتی ہو کہ شرک چوری زنا وغیرہ نکرینگی ہم نے کہا ہاں پھر حضرت عمر نے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے گھر کے اندر سے بڑھایا۔

یہ تعامل صحابہ خیر القرون کا ہے پس جب صحابہ کو بسبب اتقا لمس تک جائز تھا تو صاحبزادگان کا جو اتقی ہیں صرف اپنے گھر میں چلا جانا کسطرح جائے اعتراض ہو سکتا ہے حالانکہ اس سے پردہ کی پابند بخوبی اپنا پردہ کر سکتی ہیں (۷) وليضربن بخمرهن على جيوبهن سورہ نور رکوع ۴ میں حکم ہے کہ عورتیں اپنی اوڑھنی اپنی جیبوں تک ڈالے رہیں

قرآن کریم کی تفسیر

یعنے

رسالہ تعلیم الاسلام

اس رسالہ کو شروع ہوئے ۹ ماہ گزر چکے ہیں۔ اور اس عرصہ میں تین سو سے زائد صفحات قرآن شریف کی تفسیر کے اسمیں نکل چکے ہیں۔ اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے۔ کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب جو کچھ درس قرآن میں فرماتے ہیں۔ وہ مع نئے زائد اس تفسیر میں موجود ہوتا ہے۔ تفسیر کو ترتیب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دیتے ہیں۔ میں نے جہانتک اس تفسیر کو دیکھا ہے۔ نہایت بیش قیمت پایا ہے۔ اور حضرت مولویصاحب نے بھی اکثر اوقات اسکی بہت تعریف کی ہے۔ عام فہم ہے۔ اور الفاظ اور ان کے معانی کی پوری تشریح کیجاتی ہے۔ احمدی قوم کی یہ ایک بڑی بھاری ضرورت تھی۔ جو اس رنگ میں پوری ہوئی۔ اب میری غرض اس ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ رسالہ ایک ایسا قیمتی رسالہ تھا۔ جو ہر ایک فرد کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے تھا۔ اس غرض سے اسکی قیمت صرف ۱ؔ سالانہ رکھی گئی تھی۔ مگر اسوجہ سے کہ جماعت کو اس رسالہ کے اغراض اور اس کے مضامین سے کما حقہ آگاہی نہ ہوئی اسکی اشاعت بھی ابتک بہت محدود رہی ہے۔ اسکی توسیع اشاعت کا سوال جسپر دیر سے غور ہو رہا تھا۔ اب اسطرح حل کیا گیا ہے۔ کہ اس رسالہ کو ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ ملا دیا جاوے۔ اور اسکی قیمت میں تخفیف کر دیجاوے۔ ابتک اس رسالہ میں قریبًا تیس یا بتیس صفحے تفسیر کے علی العموم رہے ہیں۔ مگر آیندہ صرف بیس صفحے ہونگے۔ مگر چونکہ یہ بیس صفحے میگزین کی لکھائی کے مطابق ہونگے۔ اس لئے اسمیں مضمون انشاءاللہ اسیقدر ہوگا۔ جسقدر پہلے تیس یا بتیس صفحوں میں ہوتا تھا اور اسکی لکھائی اور چھپائی پر وہی محنت صرف کیجاوے گی۔ جیسے ابتک میگزین پر کی جا رہی ہے۔ اور یہ حصہ بطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ہوگا۔ جسکی قیمت صرف ۱۲؍ سالانہ ہوگی۔ اور موجودہ خریداران ریویو کو اختیار ہوگا کہ جو احباب چاہیں۔ اسے بطور ضمیمہ خریدلیں۔ اور جو نہ چاہیں نہ خریدیں۔ ریویو کی اصل قیمت وہی ہوگی جو ابتک رہی ہے یعنی صرف عہ سالانہ اور صرف ضمیمہ کے خریداروں سے ۱۲؍ سالانہ زیادہ لئے جاویں گے۔ یہ اتنی تھوڑی قیمت ہے کہ اسمیں انجمن کا کوئی فائدہ مد نظر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن شریف کا علم حاصل کرنا ہر ایک سچے احمدی کا کام ہے۔ کیونکہ اصل غرض بعثت امام علیہ السلام کی قرآن کریم کی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں زندہ کرنا ہے۔ اسلئے انجمن نے پسند کیا ہے۔ کہ جہانتک ممکن ہو۔ رعایت کے ساتھ ایک مکمل تفسیر قرآن کریم کی سب احباب کے ہاتھ تک پہونچائی جاوے۔ ۱۲؍ میں سے کم رسالہ کا خرچ تو صرف ٹکٹ وغیرہ کا ہی ہو جائیگا۔ اسطرح سے صرف ۱۲؍ میں ایک دو سو چالیس صفحہ کی تفسیر اور عمدہ خوشخط چھپی ہوئی کتاب سال میں اس ضمیمہ کے خریداروں کو پہنچ جاویگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھاویں گے۔

اس تفسیر میں اسبات کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے کہ جو جو اعتراضات قرآن شریف پر کئے گئے ہیں۔ انکا جواب بھی ساتھ دیا جاوے۔ اس لئے اسقدر دلچسپی بھی ہو جائیگی۔

نیا انتظام ماہ مئی سے شروع ہوگا۔ اور اپریل کا رسالہ غالبًا اپنے وقت پر ہی روانہ ہوگا۔ کیونکہ سنہ ۱۹۰۷ء کے آخر تک صرف ۸ ماہ باقی ہونگے۔ اور ان ۸ ماہ کے لئے ضمیمہ کا چندہ صرف ۸؍ ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ کم از کم ان آٹھ ماہ کے لئے ہمارے احباب اس تفسیر کو منگوا کر پڑھیں گے۔ پھر انشاءاللہ وہ خود اسکی قدر کرنے لگیں گے۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ کیونکہ ضمیمہ صرف اسیقدر چھپوایا جائیگا۔ جسقدر درخواستیں اس کے لئے آئیں گی۔ تفسیر کے پہلے حصہ کی بھی چند کاپیاں موجود ہیں۔ اگر احباب خریدنا چاہیں تو تھوڑی سی درخواستوں کی تعمیل ہو سکیگی۔ اس حصہ کی قیمت جسمیں قریبًا ساڑھے تین سو صفحے تفسیر کے ہونگے عہ ہے۔

(نوٹ ۱) ضمیمہ الگ بھی جاری کیا جا سکتا ہے۔ یعنی جو احباب ریویو آف ریلیجنز نہ خریدتے ہوں۔ ان کے نام بھی ضمیمہ جاری ہو سکتا ہے۔ مگر ایسے احباب کے لئے اسکی قیمت ایکروپیہ سالانہ ہوگی۔ کیونکہ اسمیں اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ ایساہی جو لوگ سال کے بعد اکٹھا خریدیں گے۔ انکو ایکروپیہ قیمت ادا کرنی ہوگی۔

(نوٹ ۲) ضمیمہ کی قیمت میں ان رعایتوں میں سے کوئی رعایت نہ ہوگی جو ریویو کی قیمت میں طلباء وغیرہ کے ساتھ کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس قیمت پر مشکل اصل لاگت ہی واپس آئیگی۔

جملہ درخواستیں بنام نائب ناظم میگزین قادیان اور روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آنا چاہیئے

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

پاک شاعری

لو جانب یمن سے قریئے میں کہ اعتر کے
وہ شاہ سوار مشرق جلوہ فگن ہوا ہے

اور اس کے دم سے ہیں سب عزر ہائے منکر
ایسا کبھی کسی کا گو رو کفن ہوا ہے

دیکھو وہ وی وا تھم کس کس کو ہیں گناؤں
جو جو اٹھا مقابل طعمہ زغن ہوا ہے

اے خارجی! خدارا پڑھ آیۂ تقوّل
اور دیکھ صدقِ صادق کیا مبرہن ہوا ہے

شمس و قمر سے پوچھو یعنی کہ بعد احمدؐ
دعویٰ پہ جسکے شاہد چرخ کہن ہوا ہے

کس شان سے ہیں آئے حضرت کرشن آ کے
آئینے اگلی جنت رشیوں کا بن ہوا ہے

کیا آ گیا ہے مہدی جو انتظار کم ہے
بارہ گیا کہ آنا اس کو کٹھن ہوا ہے

موسائیوں پہ ہو جب کیوں بارشِ نبوت
خیر الامم کا حصہ رنج و محن ہوا ہے

بیشک غلام احمدؐ زیر نگین احمدؐ
ملبوس انبیا میں شاہِ زمن ہوا ہے

انجن نے کیا زمیں کی ہیں کھینچ لیں طنابیں
اور صلح سے زمانہ رشکِ چمن ہوا ہے

راہ ملے آہنیں کا اک جال بچھ رہا ہے
ترکِ قلاص رازِ ہر انجمن ہوا ہے

گرچہ سے تھا مقدر دجال کا نکلنا
گر کہف کی تلاوت تو کیوں مگن ہوا ہے

طاعون قحط طوفان یہ ثلج یہ زلازل
دنیا کا اس سے پہلے کب یہ چلن ہوا ہے

پوری ہوئی نبوت ہے یہ وہی زمانہ
نے اتفاق سے ہی یوں پُرفتن ہوا ہے

بعد خزاں تمنا ہوتی ہے فصلِ گل کی
قدرت کے قاعدہ پر کیوں خندہ زن ہوا ہے

ہاں او دیکھ اس چمن کا وہ آ گیا ہے مالی
دل تیرا جس خلش سے بیت الحزن ہوا ہے

خود پست ہو رہی ہیں تثلیث کے منارے
زنار برہمن کو تار رسن ہوا ہے

کیا نعت میں پروئے فائزؔ نے دُرِّ مضامیں
پر آج موتیوں سے تیرا دہن ہوا ہے

راقم

غلام مرتضے خان فائزؔ جونڈلہ

قابل توجہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر

ڈاکخانجات پنجاب۔

معزز ہمعصر وکیل نے اس عنوان سے ایک آرٹیکل ۸ر اپریل ۱۹۱۰ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے۔ اخبار الحکم میں وقتاً فوقتاً امرتسر ڈویژن کے متعلق مضامین درج ہوتے رہے ہیں جس خطرہ کا اخبار وکیل نے اندیشہ ظاہر کیا ہے الحکم متعدد مرتبہ ان سازشوں اور ان کے نقصانات کا ذکر قبل از وقت کر چکا ہے اور اب جبکہ اخبار وکیل بھی اس سلسلہ میں تائید کے لئے اٹھا ہے تو مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ مضامین بہت مفید اور مؤثر ثابت ہوگا۔ مسلمانوں کے حقوق جس طرح اس ڈویژن میں کچلنے کی سعی کیجاتی ہے اسکی نظیریں پیش کر کے اصل واقعہ کو سامنے رکھدیا جائیگا۔ ہم وکیل کے محولہ بالا آرٹیکل سے لفظاً و معناً متفق ہوں اسلئے اسے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

۱۴ر دسمبر ۱۹۰۹ء کے وکیل میں "قابل توجہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن" کے عنوان سے ایک ایڈیٹوریل نوٹ لکھکر صاحب موصوف کو توجہ دلائی تھی کہ اُن کے ڈویژن میں مسلمانوں ماتحتوں کے حقوق نہایت بیدردی سے پامال کیے جا رہے ہیں اور یہ اندیشہ بھی ظاہر کیا تھا کہ بعض مسلمان اہلکار اپنے برادران گرامی قدر کی متعصبانہ کارروائیوں اور ذلیل سازشوں کا نشانہ ہونیوالے ہیں۔ اسلئے صاحب سپرنٹنڈنٹ کو چاہیے کہ حتی الامکان ایسی ریشہ دوانیوں کا سدباب کریں جو قومی تعصب کے رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اسطرف کچھ توجہ نہیں کیگئی اور وہی باتیں اخیر میں ظہور پذیر ہوئیں۔ جنکا آج سے تین مہینے پہلے اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا۔ ہمیں کچھ شبہ نہیں ہے کہ مختلف ڈیپارٹمنٹوں کے افسران اعلےٰ تو مسلمانوں کی حق رسی اور ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اسکا کیا علاج کہ ماتحت اہلکار جن کے ہاتھ میں عملی طور پر اصلی اختیارات ہوتے ہیں قومی رنگ کو اسقدر ابھارتے ہیں کہ انہیں انصاف و عدل کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ جو بے ضابطگیاں اور حق تلفیاں خصوصیت سے ریلوے اور پوسٹل ڈیپارٹمنٹ میں پائی جاتی ہیں۔ اسکی بڑی اور عملی وجہ یہی ہے جو ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں اگرچہ پبلک سروس کے ہر ایک شعبہ میں ایک خاص سپرٹ مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے لیکن ان دونوں محکموں میں اسکا زیادہ زور ہے۔

امرتسر ڈویژن میں قبل ازیں چار انسپکٹر تھے۔ دو ہندو اور دو مسلمان لیکن انمیں سے ایک مسلمان کو بلا وجہ گلگت تبدیل کر دیا گیا۔ اور ایک کو پٹھانکوٹ بھیجدیا گیا۔ ان دونوں کی بجائے جو صاحب انسپکٹر آئے ہیں وہ ہندو ہیں۔ ایک مسلمان کلرک کو شملہ بدل دیا گیا۔ ایک مسلمان ہیڈ کلرک کو راولپنڈی تبدیل کر دیا گیا۔ اور اسکی بجائے جو ہیڈ کلرک آیا ہے وہ بھی ہندو ہے۔ اسکے علاوہ پوسٹ ماسٹر۔ ڈپٹی پوسٹماسٹر۔ اور برانچ پوسٹ آفسوں کے تمام افسر۔ ٹاؤن انسپکٹر اور تمام پوسٹماسٹر باستثنائے ایک کے سب ہندو ہیں۔ اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ جہاں ایک قوم کا اتنا غلبہ ہو وہ دوسری قوم کے افراد کو کیسے میں کب دیکھنا پسند کرتی ہے قطع نظر اس کے کہ عملہ ماتحت کی دست درازیوں سے مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اور عام طور پر انمیں ناراضگی کا خیال پیدا ہو رہا ہے کسی صیغہ میں ایک قوم کی بھرتی خود گورنمنٹ کے لئے بھی اکثر موقعوں پر خوفناک ثابت ہوئی ہے چنانچہ لدھیانہ کے کلرکوں کی سٹرائیک کا معاملہ ابھی تک پوسٹل اتھارٹیز کو فراموش نہوا ہوگا ہر ایک محکمہ میں سخت ضرورت ہے کہ دونوں قوموں کی ملازمتوں میں مساوات کا اصول قائم رکھا جائے۔ اور ایک قوم کو بیجا طاقت دیکر دوسری کی حق تلفی نہ کر دیجائے کیونکہ برٹش انتظام پر یہ ایک بدنما دھبہ ہے کہ افسران اعلےٰ ماتحتوں کے اشاروں پر کٹھپتلیوں کی طرح ناچتے ہیں۔ اور انکو مصالح ملکی کی کچھ خبر نہیں۔

جو لوگ ہندوستان کی چاروں کھونٹوں میں ہندو مسلمانوں کی اتحاد کا دعوٰی کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو پولیٹیکل بینچ پر پہلو بہ پہلو کھڑا کرنے کی راگنیاں الاپتے ہیں انکو اپنے دلوں میں شرمانا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے کہ ان کے ملکی اتحاد کی کوششیں کہاں تک بار آور ہو سکتی ہیں جس درخت کو بعض محبان ملک سینچ رہے ہیں اسکی جڑ ہو نہیں انہیں کے ہم مذہب و ہم قوم زہر ہلاہل ڈال رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے اگر مسلمان اُن کی نیتوں کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھیں تو اسمیں انکا کیا قصور ہے؟

اخیر میں ہم صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کو بہت زور سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ان بے ضابطگیوں کا قرار واقعی رفعدار کریں اور آیندہ ڈاکخانہ جیسے مفید و ہر دلعزیز محکمہ کو بدنامی سے بچائیں۔

ایڈیٹر شبھ چنتک کی آخری تحریر اور معذرت

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایڈیٹر و منیجر شبھ چنتک کی طاعونی موت پر ایک آرٹیکل لکھدیا ہے۔ اس کے بعد اگرچہ ضرورت نہیں رہی کہ کچھ لکھا جاوے لیکن پنڈت سومراج ایڈیٹر اخبار مذکور نے ایک دوسرے اخبار کے نام جو چٹھی بطور معذرت لکھی تھی وہ ٹھیک اسی دن شائع ہوئی جس دن پنڈت سومراج اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ چونکہ وہ چٹھی بجائے خود ان مصائب اور حوادث کا ایک خاکہ ہے جو پنڈت سومراج اور اچھر چند منیجر پر وارد ہوئیں اسلئے اس چٹھی کو چھاپ دینا ضروری ہے۔ جو آریہ اخبار پرکاش سے بجنسہ درج کیجاتی ہے۔

ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا تھا کہ کسی کی موت سے ہمیں کوئی خوشی ہرگز نہیں اس واقعہ کا اندراج محض اسلئے کیا گیا تھا کہ وہ ایک نشان ہے تا کسی پاک دل کو اس عبرتناک انجام کو دیکھکر فایدہ پہونچے۔ بہرحال وہ چٹھی یہ ہے:۔

شبھ چنتک کی معذرت

پنڈت سومراج جی شرما ایڈیٹر شبھ چنتک قادیان سے ہمیں ذیل کا ایک خط بھیجتے ہیں "ہم نے دفتر شبھ چنتک کے ساتھ دیگر کاروبار کا انتظام بھی بٹالہ ہی میں کیا تھا اسی غرض سے اسباب وغیرہ لانے کیلئے قادیان ۲۰۔ مارچ کو گئے تھے کیونکہ میرے اور لالہ اچھر چند جی کے اہل و عیال ہنوز قادیان میں ہی تھے۔ یکایک مہاشہ اچھر چند کی استری اور عزیز بھگت رام بیمار اور لالہ اچھر چند کا لڑکا بیمار ہو گئے۔ خیر انکی استری کو تو آرام ہو گیا لیکن لڑکا گذر گیا۔ اس تکلیف کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ میری استری اور میرا چھوٹا لڑکا عزیز شو راج بیمار ہو گئے۔ میری استری تو ابھی بیمار ہی ہے۔ مگر ہونہار لڑکا پلیگ کا شکار ہو گیا۔ اس مصیبت کو ابھی بھول نہیں گئے تھے کہ ایک ناگہانی مصیبت اور سر پر آ پڑی۔ اور وہ یہ تھی کہ عزیز بھگت رام جسکی لڑکی کے گذر جانیکا اوپر ذکر کیا ہے بیمار ہو گیا۔ اور چھ روز بیمار رہکر ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دیگیا یہی وجہ ہے کہ اب تک ہم گورو کل میں بھی نہیں جا سکے۔ اور اخبار بھی دو ہفتہ سے بند ہے۔ اور ابھی اپریل کا کوئی پرچہ نکلنے کی آشا نہیں ہے۔ کیونکہ لالہ اچھر چند جی تو اول کئی ہفتے اس صدمہ سے کام کرنیکے قابل نہیں رہے۔ اسپر بھگت رام کی دوکان اور لین دین کو اگر ابھی سے صاف کرنا چاہیں تو ۲ یا ۳ مہینے درکار ہیں اور میں بھی اکیلا ابھی بغیر کسی مددگار کے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اسلئے مہربانی کرکے بذریعہ اخبار پرکاش موٹے حروف میں ناظرین شبھ چنتک کو مطلع کر دیں کہ چند ہفتے مجبوراً نہیں نکل سکیگا۔ ناظرین معاف فرمائیں مگر یہ میعاد انکو مجرا دیجائیگی۔ اطلاع یا نوٹس کا مضمون آپ خود ہی بنالیں میں نہیں لکھ سکتا عزیز بھگت رام مرتے وقت مبلغ یکصد روپیہ مختلف فنڈوں کو دان کر گئے ہیں"۔

یاقوت۔ مروارید۔ مرجان
یشب۔ کہربا۔ کستوری۔ زعفران
وغیرہ وغیرہ مشہور ہر دلعزیز مرکب
مفرح عنبری
مفرح عنبری
مفرح عنبری
یاشافی
یاکافی
قیمت قیمت
فی ڈبیہ پانچروپیہ ۵ر
تین ڈبیہ تیرہ روپیہ ۱۳ر
ایک درجن ۵۰
مفرح عنبری ہی ایسی ہیں خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے تمام خوبیاں موجود ہیں جس کے حاصل کرنے کے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ
اور نیز بڑے بڑے اشتہار یونہی نذر کئے ہیں۔ خدا کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اسلئے
مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں
بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں مفرح عنبری۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے
خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیراعظم ریاست کھیراگڈھ ضلع رائپور
عالیجناب خان بہادر عبدالمجید خاں صاحب رئیس اعظم بدایونی
سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں
المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور موچی دروازہ
انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپ کر شائع ہوا۔

مقامی شہادت صداقت ظاہر کرتی ہے

ایک دوسرے کلکتہ کے طبیب اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور اُن بیسیوں بیانات میں جو کہ سلسلہ وار ان کالموں میں شائع ہوئے ہیں اپنی شہادت کا اضافہ کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت جو کہ ہزار ہا میل کے فاصلہ پر ہیں اس قسم کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ کلکتہ کے لوگوں کو کلکتہ کی شہادت کا ذکر اور ڈاکٹر ایس۔ سی۔ سین۔ ایل۔ ایم۔ ایس (جنکا دواخانہ ۴۶ ہیرسن روڈ پر واقع ہے اور جنہوں نے سرکاری رو ریکو کے ہسپتالوں اور شفاخانوں میں بوجہ ملازمت اچھا تجربہ حاصل کیا ہے اور جو فی الحال کلکتہ کی ٹرام وے کمپنی کے طبیب ہیں) کی شہادت سے زیادہ اچھی اور کسکی ہوگی وہ کہتے ہیں میں نے ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوانس بیک ایک کڈنی پلس) کو عملاً اپنے پیشہ کے امراض میں دی ہیں اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ بہت مفید ہیں کیونکہ البیومن جلد تسکین بخشتی ہیں پشت میں درد ہونا اسبات کی نشانی ہے کہ گردے کمزور اور خراب ہو گئے ہیں اس حالت میں جتنا کہ کام وہ کر سکیں اس سے زیادہ انسے کام لیا جاتا ہو تو وہ باعث درد سر تکان مزاج کا چڑچڑا پن اور پٹھوں کی بیماری وغیرہ کے ہوتے ہیں اگر لاپرواہی کی گئی تو استسقاء جلندھر اوجع مفاصل (گٹھیا) پیشاب کے امراض اور اسی قسم کی مہلک بیماریاں نمودار ہونگی۔ ڈوان کی درد پشت اور گردے کی گولیاں (ڈوانس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کیلئے مجرب دوا ہیں۔ اور انہیں ہر فرد بشر بغیر کسی قسم کی آیندہ خرابی کے خوف کے لے سکتا ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ ۸ آنہ چھ شیشیوں کے عـــہ۔

اگر آپ اپنے حکم کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کے کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجو گے تو آپکے حکم کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچہ لینے کی کی جائے گی۔

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سُرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(بہ درخواست گورنمنٹ اخبار کا حوالہ ضرور دینا)

[illegible] امراض آنکھ اور آنکھیں صاف (سرمہ نور ۵) ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے ..... [illegible] میں زیادہ دکھایا ہے اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی [illegible] وغیرہ [illegible] استعمال سے [illegible] سینکڑوں سارٹیفکیٹ معزز [illegible] ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و معزز تاجروں کے موجود ہیں ایک تولہ سال بھر کے لئے کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ایک شہر میں ہے قواعد ایجنسی و رعایت [illegible] روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے
سرمہ نور خاکی فی تولہ [illegible] سرمہ سیاہ [illegible] فی تولہ [illegible]

سوتی لنگی [illegible] خوش وضع ایسے کہ ریشمی معلوم ہوں مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ۔ جاڑوں میں ...... توشک لحاف کے واسطے ...... پایدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۲ گز عرض ۱۱ گرہ قیمت صرف [illegible] درخواست وی پی منگانے میں [illegible] محصول [illegible] ذمہ خریدار [illegible] خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے۔

المشتہر
محمد امجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

احتیاط علاج سے بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ [illegible] سے جدا نہیں ہوتا۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

[illegible] کے ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا نشان تو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

جو وٹرنری کالج لاہور میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کو مدد دیجاوے مگر وہ اس شرط پر مدد لیگا کہ جسقدر وہ وظیفہ لیگا اسیقدر انشاء اللہ العزیز شیخ عبدالرحیم صاحب وقتاً فوقتاً واپس کردیں گے سب کمیٹی صدقات نے توکلاً علے اللہ اس طالبعلم کو وظیفہ دینا اور اس کے ابتدائی اخراجات کے لئے تیس روپیہ پیشگی دینے منظور کرلئے ہیں ۔ احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان اگر توجہ کریں تو وہ سب کمیٹی صدقات کو اس موقع پر مدد دے سکتے ہیں ۔

خدا کی تازہ وحی

۱۱ر اپریل ۱۹۰۷ء ۔ " دہلی میں واصل جہنم واصل خان فوت ہو گیا "

حکیم واصل خاں دہلی کا تو فوت ہو چکا ہوا ہے تفہیم یہ تھی کہ اس کے عزیزوں میں سے کوئی طاعون سے مرجائیگا کیونکہ جہنم کا لفظ اور الہامات میں بھی طاعون کیلئے استعمال ہوا ہے یہ نشان بھی اپنے وقت پر پورا ہو کر ترقی ایمان کا موجب ہوگا ۔

۱۴ر اپریل ۱۹۰۷ء ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ ۔

(ترجمہ) میں دعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرتا ہوں ۔

۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء ۔ ۱ ۔ فتح ہے تمہاری ۔

۲ ۔ تمہارے نام کی ۔

۳ ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر ۔

۴ ۔ حَدٌّ ظُبَاۃ ۔ یعنی تلوار کی تیز دھار ۔

۵ ۔ انت منی بمنزلۃ موسیٰ

۶ ۔ احمد

۷ ۔ غزنوی (نہ معلوم کیا اشارہ ہے)

۸ ۔ پھر قرآن مجید دیکھا اسکی جلد پر شیرازہ کے قریب لکھا ہوا تھا ۔ سلام قولاً من رب رحیم

دارالامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہل بیت اور خدام خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں ۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے ۔

۲ ۔ موسم میں نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی اگر دو دن دھوپ لگتی ہے تو تین دن ابر رہتا ہے ۔ ۱۶ر اپریل کو کسیقدر ترشح ہوتا رہا ۔ اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرماوے ۔ آمین ۔

۳ ۔ طاعون کی شکایت ابھی تک قادیاں میں ہے اور جب اردگرد کے دیہات کی بربادی اور تباہی پر نظر کی جاتی ہے تو اس کے مقابلہ میں لولا الاکرام لھلک المقام کی پیشگوئی کو آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے مزید فضل اور کرم کا نشان ہے کہ محض اسی کے فضل سے احمدی جماعت میں ہر طرح سے امن ہے خداتعالیٰ ہر وقت اپنے فضل کے سایہ میں سب کو رکھے ۔ (آمین)

قابل توجہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور

قادیاں میں نہال زرگر جو آسودہ حال اور متمول آدمی تھا طاعون سے فوت ہو گیا ہے اور اس کا اکلوتا لڑکا بھی طاعون سے فوت ہو گیا ہے اسکے جائز وارثوں میں صرف ایک صغیر سن نابالغ پوتا ہے ۔ چونکہ نہال متمول آدمی تھا اور کئی ہزار روپیہ کی جائداد چھوڑ مرا ہے بعض لوگ مختلف تجویزوں سے اسکی جائداد پر دانت لگائے بیٹھے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر پولیس کی اعلے اتھارٹیز نے توجہ کرکے مناسب انتظام نہ کرلیا ۔ تو اس صغیر سن بچے کی جان جوکھوں میں پڑ جائے تو کچھ تعجب نہیں ۔ امید ہے کپتان صاحب ضلع گورداسپور بہت جلد توجہ فرمائیں گے ۔ ایسے موقعوں پر لالچ اور حرص انسان سے کیا کچھ نہیں کرا دیتا ۔ اور جبکہ طاعون سے موتیں ہو رہی ہوں ۔ کسی جان کا چلے جانا مشکل بات نہیں ہے اور ایسی واردات کا مخفی ہو جانا آسان امر ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو صاحب بہادر اسپر توجہ فرماویں ۔

ایک بہترین موقعہ مکان کیلئے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل جوار میں ۲۶ ۔ فیٹ چوڑا اور ۴۷ فیٹ ایک قطعہ زمین میں فروخت کرنا چاہتا ہوں ۔ پانچسو روپیہ سے کم قیمت نہیں ہوگی ۔ جو صاحب ایسے عمدہ موقعہ پر تعمیر مکان کے خواہشمند ہیں جلد تر اطلاع دیں ۔

ایڈیٹر الحکم ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرح... ن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو۔ قل ای و ربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذّاب و دجّال و مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذّاب اور دجّال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذّاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذّاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلّت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشدّ دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذّاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذّبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون و ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذّاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذّاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذّاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و ایّد

مرقومہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۲۵ھ

نیاز نامہ حضرت منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ پنشنر لاہور

کوچہ کنندیگران

بروفات منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ مصنف کتاب عصائے موسیٰ

میرے مکرم السلام علیکم - مجھے آپ سے اونس ہے اور سچا اونس ہے - اور جو کچھ میں یہاں لکھنے لگا ہوں وہ بھی اسی انس کے باعث لکھتا ہوں جو میرا دل آپ کے لئے محسوس کرتا ہے - اس اونس کی وجہ سے غالباً آپ بھی ناواقف نہیں - جو نور اور ہدایت مجھے جناب مسیح کے طفیل ملا اس کے موجب آپ ہی ہیں - آپ اُن چند واجب التعظیم احباب میں سے ہیں جو مجھے اعلیحضرت مرزا صاحب کیطرف لیگئے اور پھر وقتاً فوقتاً ابتدائے منازل سلوک کی مشکلات کے دفع کرنے میں آپ نے مجھے ہمیشہ اپنے اس ذاتی علم سے مدد دی جو آپ کو اعلیحضرت جناب مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اور ان کے اخلاق اور ان کے تقدس کے متعلق حاصل تھا - اس لئے هل جزاء الاحسان الا الاحسان پر کاربند ہو کر میرا فرض ہے کہ میں کلمہ خیر سے اسوقت دریغ نہ کروں - اسوقت آپ بفضلہ تعالیٰ دوست پروری اور دوستداری کی قیود سے خدائی ہاتھ کے ذریعہ آزاد کئے گئے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اب ٹھنڈے دل کے ساتھ میری اس عرضداشت پر غور کریں گے - یہ تو آپ مان لیں گے کہ انسان کا محاکمہ غلطی سے خالی نہیں - اور سعید انسان کا فرض ہے کہ اگر وہ خود ایک معاملہ میں غلطی کرے تو پھر جب نئے واقعات صحیح ظہور پذیر ہو جائیں تو پھر وہ اپنی خطا یافتہ محاکمہ کی ترمیم کرنے میں دیر نہ لگا دے - منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ صاحب عصائے موسیٰ اب اس جہان سے بذریعہ موت واصل بحق ہو گئے - ان کے متعلق آپکا ایمان تھا کہ وہ صاحب الہام اور مورد فیض ربانی ہیں - انکو آپ کی تحقیق کے مطابق خدا تعالیٰ نے بمصداق ضرب المثل ہر فرعونے را موسیٰ اس زمانہ میں بزعم متوفی جناب مرزا صاحب کے فرعونی فتن کے دور کرنے کیلئے موسیٰ قرار دیا - اور انکو عصا عطا فرمایا تھا - آپ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ جناب احدیت مآب نے جناب مرزا صاحب کو بھی بقول انکے موسیٰ کے خطاب سے ہی مخاطب کیا ہے اور یہ امر کوئی منشی الٰہی بخش کے متبع میں نہ تھا بلکہ براہین میں مقدس مصنف براہین کا ایک یہ نام بھی ہے جس کتاب کے اور جس کے مضامین کے مصدق اور موید آپ اور آپکا دوست سالہا سال تک رہ چکا ہے - اب آپ فرمایئے کہ دست قدرت نے کسکو موسیٰ اور کسکو فرعون ثابت کیا - نظری مباحثات اور منطقی قیاسات تو کسی نتیجہ تک انسان کو جلد نہیں پہونچا سکتے لیکن ہم اسبات کو کیا کریں کہ جب تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ فرعون اور موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون موسیٰ کی زندگی میں ہلاک ہوا اور جناب موسیٰ اس کے بعد دنیا میں زندہ رہے اب منشی الٰہی بخش اور جناب مرزا صاحب ایک میدان میں نکلے دونوں ایک دوسرے کے مقابل میں تھے طاعون طوفان کی طغیانی کوئی نیل کے طوفان سے کم نہیں جسطرح جناب موسیٰ اور فرعون طوفان نیل میں سے گذرے اسیطرح ان دونو مدعیان کے اردگرد بھی طوفان طاعون زور شور میں ہے اب آپ خود ہی فرماویں کہ کون اس طوفان میں غرق ہوا اور کون صحیح سلامت اسوقت تک ہے - میرے نزدیک تو آپ جیسے ذوق والے کے لئے یہ امر فیصلہ کن ہے - ورنہ واقعات یا حالات یا مسائل یا مذہبی مباحثات کے ذریعہ صحیح نتیجہ کی امید رکھنا محال ہے - اول تو صحیح علم کا حاصل ہونا ہی مشکلات سے ہے اور پھر صحیح علم کے بعد صحیح نتیجہ نکالنا بھی دشواری سے خالی نہیں - اسلئے میں نے آپ کے سامنے یہ موٹی سے موٹی بات پیش کی ہے - کیا آپ نے کبھی اس امر پر غور نہیں کی کہ کیا وجہ ہے کہ جو حضرت اقدس کے مقابل آیا وہ اٹھایا گیا - آپ اُن ایام میں جب میں آپکی معلومات متعلق حضرت اقدس سے فیض اندوزی کرنے کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اکثر کہا کرتے تھے کہ جناب مرزا صاحب کی صداقت کیلئے ایک ہی کافی نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے مخالف اسکی زندگی میں ہلاک [illegible] اب آپ کے دوست نے بھی اسی فہرست میں ایک نام کی اور ایزادی کی [illegible] لہذا اگر آپ کی ہی مذکورہ بالا دلیل کچھ وزن رکھتی ہے تو آپ خود ہی غور [illegible] کہ وہ تین صد کے قریب مولوی جنہوں نے سنہ ۱۸۹۱ء میں اشاعۃ السنہ [illegible] فتوے کفر پر مہریں لگائی تھیں - انمیں سے کسقدر آج زندہ ہیں - اگر تحقیق کرنا چاہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انمیں سے بمشکل انگلیوں [illegible] ہی اسوقت آپ بعض ملاں گن سکینگے جو کسی مصلحت ربی کے ماتحت زندہ ہیں ورنہ اکثر سب خائب و خاسر ہو گئے - اور انمیں سے بعض کو وہ شرمناک موتیں نصیب ہوئیں کہ جو ان کے ادعائے مولویت کے شایان حال نہیں وہ لدھیانے کے چار بھائی مولوی جو کفر میں اسقدر غلو کرتے تھے کس ذلت کی موت سے مرے - مرزا اسمٰعیل علیگڈھی ..... نذیر حسین دہلوی - رشید احمد گنگوہی - غلام دستگیر قصوری - چراغ الدین جمونی - رسل بابا امرتسری - راجہ جہانداد خان گکھڑ - ملا احمد پشاوری - آتھم امرتسری - امریکہ کا ڈوئی اور ایسا ہی صدہا اور لوگ ہیں جنکا اب نام و نشان نہیں اب وہ ہلاک ہو گئے اور عجب بات یہ ہے کہ ان کا کوئی قائم مقام بعد میں نہ رہا - آپ کو کیا کبھی بھی یہ خیال نہیں آتا کہ جناب مرزا صاحب کی دن بدن کیوں ترقی ہو رہی ہے اور اسکو اللہ تعالیٰ وہ اسباب کیوں مہیا کرتا جاتا ہے کہ جس کے ذریعہ اسکی اشاعت عالمگیر ہو جاوے اور بالمقابل اسکے مخالف جسقدر ہیں اگر وہ اپنی ذات سے کچھ کر سکیں تو کر سکیں ورنہ انکا کوئی مددگار و معین نہیں ہوتا - اور انکو کسی قسم کی قلمی یا دینی مدد نہیں ملتی - کیوں فتوحات کے ابواب مرزا صاحب پر کھلتے جاتے ہیں - کیوں لوگ اپنے مالوں کو جانوں کو اور اپنی معلومات کو اور اپنی تعلیموں کو اور نسلوں کو انپر قربان کرتے ہیں اور کیوں انکے مخالفین کی امداد میں زمانہ کھڑا نہیں ہوتا - حالانکہ زمانہ کا زیادہ حصہ انسے مخالفت رکھتا ہے - آپ اسی مشن کی بابت غور کریں - جسکو آپکے دوست الٰہی بخش نے قائم کیا - ان کے ہمراہ کسقدر ہوئے - اور خود ان کو کسقدر جرأت اور یقین اپنے مشن پر تھا جب لاہور کے علماء نے ان کے برخلاف فتوے کفر کی تیاریاں کیں تو پھر انکو کہنا ہی پڑا کہ انکو اپنے الہامات کے متعلق خود قطعی علم نہیں کہ انکا مفہوم و مصداق کیا ہے - پھر ان کے الہامات اور دعاوی کے مصدق کسقدر پیدا ہوئے اور جو دوست پروری کے لحاظ سے چند آدمی تھے بھی تو وہ کتنی جلدی اٹھائے گئے - سید فتح علی شاہ - خواجہ امیر الدین صاحب وغیرہ آخر الٰہی بخش صاحب کے دعاوی کے بعد بہت ہی جلد رخصت ہو گئے - حافظ محمد یوسف کو خدا تعالیٰ نے مختلف قسم کی ناکامیاں دیکھنے کے لئے زندہ رکھا - جسکا مزا وہ بہت حد تک چکھ بھی رہے ہیں - یہی چند ایک مددگار منشی الٰہی بخش کے تھے - انکے سوا آپ مجھے بتلا سکیں گے کہ عصائے موسیٰ والے کے ہم آواز اور اسکے ذاتی عقائد اور دعاوی کے موید کسقدر دنیا میں پیدا ہوئے اور خصوصاً اب وہ مشن کہاں ہے جسے الٰہی بخش صاحب دنیا میں لائے - کیا اسوقت ایک ہی متنفس ہے جو اس مشن کو جاری رکھے - بالمقابل جناب مسیحیت مآب کے متعلق آپ کو اُن کا وہ زمانہ یاد دلاتا ہوں - کہ جب آپ ان کے مدار المہام تھے - اور حضرت اقدس کو براہین کے متعلق ایک اشتہار کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرانا منظور تھا - آپ خود ہی مجھے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو کسقدر دقتوں کا سامنا ہوا تھا اور کن مشکلات کے بعد آپ نے ایک اشتہار کا ترجمہ کروایا - پھر اس کے بعد سنہ ۹۴ و ۹۵ء کا زمانہ آیا - اور پھر جب اسی قسم کی ایک پمفلٹ کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پڑی تھی جسکو میں ترجمہ کرنے کے بعد بطور مشورہ میاں الٰہی بخش کے پاس لیگیا تو انہوں نے کئی دن اوسی مشورہ میں لگا دیئے - وہ بھی زمانہ گذر گیا اور جب حضرت اقدس کو بلاد غربیہ میں اپنی اشاعت منظور ہوئی

تو پھر آپ نے دیکھا کہ اس ارادہ سے کئی سال پہلے ہی تعلیم یافتہ اور انگریزی دان اہل قلم حضرت کے قدموں میں آبیٹھے یہ وہ لوگ ہیں جنکی قلم کا لوہا خود یورپین مصنفین نے مانا اور جنکی زبان دانی انگریزی پر خود اہل زبانوں نے عش عش کیا۔ اب بتلاؤ حضرت اقدس کی اشاعت میں اور پھر خود اسلام کی اشاعت میں زبان انگریزی کے ذریعہ جسقدر اشاعت تصانیف قادیان میں سے ہو رہی ہے وہ دنیا کے کسی اور مرکز سے کہاں ہوتی ہے۔ ماسٹر الہ دین لاہوری کا ترجمہ اشتہار براہین پر تامل کرنیکا زمانہ یاد کرو اور یہ زمانہ دیکھو۔ تو کیا آپ جیسے غور اور فکر کرنیوالے کے لئے کوئی عبرت کا مقام نہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی ضرورت اس مقدس انسان کو لاحق ہوتی ہے یا ہونیوالی ہوتی ہے اس ضرورت کے رفع کرنے کے سامان رحمان خدا ضرورت کے لاحق ہونیسے پہلے ہی پیدا کر دیتا ہے۔ کیا آپ نے مقدمات کے حالات نہیں دیکھے۔ کہ ان مقدمات کے پیدا ہونیسے پہلے ہی قانون دان غلام مسیح کی خدمت میں خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے پھر مالی ضرورت کو خدا تعالیٰ نے کیسا پورا کیا۔ میرے معظم منشی صاحب! آپ مرزا صاحب کی ابتدائی مالی تکالیف سے جیسے واقف ہیں اور کوئی کم ہی ہوگا۔ اب بتاؤ کیا یہ مالی فتوحات آپ کے لئے کوئی سبق کا موجب نہیں ہو سکتیں اور پھر یہ تمام اعلیٰ خدمات بجا لانے والے کون ہیں۔ کیا چند جاہل اور بیوقوف توہمات کے گرویدہ اُمرا اور جہالت میں گرفتار اہل دولت ہیں جو اس مدعی کے قابو میں آگئے اور جن کے مال و جان پر اس کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اور جنکی توہم پرستی سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو آپ لوگوں کے دنیاوی معاملات کو سلجھانے میں اہل عقل سمجھے جاتے ہیں اور جنکی عقل و تجربہ کیطرف آپ لوگ اپنی دنیوی مشکلات میں رجوع کیا کرتے ہیں جنکے علم و فضل کو زمانہ مانتا ہے اور جو لوگوں کے خیال میں بھی اپنے علم و فضل کے باعث عدیم المثال سمجھے جاتے ہیں ہاں بخیال اہل دنیا انہوں نے اگر کوئی غلطی کی ہے تو صرف یہ کہ انہوں نے قادیان کے ایک رئیس کو مسیح اور امام مان لیا ہے۔

اب میں ایک اس امر کیطرف آپکو توجہ دلاتا ہوں جسکو میں نے ہمیشہ حیرت اور استعجاب کی نگاہ سے دیکھا ہے ایک بلا تعصب اور سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلمات اور یقین کو محض ایک نئی پیدا شدہ مخالفت کے باعث ترک نہ کر دے۔ جب تک اول مسلمات کے برخلاف اس کے پاس نئی اور کامل وجوہ پیدا نہ ہو جاویں۔ میں نے کتاب عصائے موسیٰ کو بغور پڑھا اور کئی دفعہ پڑھا۔ اور پھر ان تمام اعتراضات کو اپنے ذہن میں جمع کیا۔ جو مصنف عصائے موسےٰ نے جناب مرزا صاحب کی ذات اور رسالات کے برخلاف جمع کئے۔ اور ایسا ہی مجھے پٹیالہ کے ڈاکٹر عبد الحکیم کے اعتراضات پر بھی غور کرنیکا موقعہ ملا۔ عجیب اور حیرتناک بات جو میرے لئے تھی وہ یہ ہے کہ یہ وہی اعتراضات من وعن تھے جو مخالفین سے آچکے اور میاں الٰہی بخش کی اور ڈاکٹر عبد الحکیم کی مخالفت سے کئی سال پہلے شائع کئے گئے تھے۔ اور اُن سے سوا ایک بھی اعتراض الٰہی بخش یا عبد الحکیم کو نہ سوجھا۔ یہ تمام کے تمام اعتراضات قریباً قریباً ۹۹ء سے پہلے پہلے مخالفین کی کتب میں لکھے جا چکے تھے اور میاں الٰہی بخش نے یا ڈاکٹر عبد الحکیم نے جب مخالفت پر کمر بستہ کی تو انہیں اعتراضات کا اعادہ بالفاظ دیگر کر دیا میں ان اعتراضات کی صحت یا غیر صحت کے متعلق اسجگہ کچھ نہیں کہنا چاہتا نہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ اعتراضات صحیح ہیں تو کیوں انکو میاں الٰہی بخش وغیرہ استعمال نہ کریں۔ جو بات مجھے حیرت میں ڈالتی ہے اور جس سے میں میاں الٰہی بخش وغیرہ کی دیانت کے متعلق مذبذب .... ہوتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب اعتراضات تو بجنسہ وہی ہیں جو انکی مخالفت سے پہلے ہی موجود تھے اور جنسے انکے کان [illegible] آشنا نہیں۔ تو جب سالہا سال تک یہ لوگ ان اعتراضات کو محض بے بنیاد سمجھتے رہے تو اب انہیں اور کونسا سرخاب کا پر لگ گیا جو وہی اعتراضات انکی نگاہ میں اعتراضات بن گئے۔ دیانت کا تو یہ تقاضا تھا کہ یہ لوگ کم از کم یہ امر بھی ظاہر کرتے کہ ان اعتراضات کو جنکو ہم کئی سال تک بے بنیاد سمجھتے رہے اور جن کے بیدلیل وجود نے ہمارے ایمان کو ایک مدت تک متزلزل نہیں ہونے دیا۔ اب ان اعتراضات کے ثبوت میں ہمارے پاس نئے دلایل پیدا ہو گئے ہیں جنکا ہمکو پہلے علم نہیں تھا اور اسلئے ہم کو حق پہنچتا ہے کہ ہم ان اعتراضات کو صحیح مانیں اور جناب مرزا صاحب سے مخالفت کریں۔ یا وہ یہ اعلان کرتے کہ تمام اعتراضات تو ہماری نگاہ میں ہمیشہ سے تھے لیکن ہم نے منافقانہ طور پر آجتک پردہ پوشی کی۔ تقویٰ اور امانت دیانت کی تو یہ راہ تھی جو میں نے عرض کر دی نہ یہ کہ انہیں اعتراضات کو ایک مدت العمر تک بے بنیاد اور غلط سمجھنا اور انکے اندفاع میں خود دلایل پیش کرنا اور معترضین کو انہیں جھوٹے اعتراضوں کے باعث ملزم ٹھیرانا۔ اور پھر جب آپ مخالفت پر آمادہ ہونا تو انہیں اعتراضات کو وجہ مخالفت قرار دینا۔ کیا یہی طرز شتر اقیدی و امانت تھی جو منشی الٰہی بخش و ڈاکٹر عبد الحکیم نے اختیار کی۔ میں انکی مخالفت کی داد دیتا اگر یہ لوگ انہیں اعتراضات کے ثبوت میں نئے دلایل اور وجوہ پیدا کر کے پبلک کو یقین دلاتے کہ اب ان اعتراضات کے ثبوت میں انہیں نئے ثبوت ملگئے ہیں۔ بعض خیرہ چشم اخبار نویسان لاہور نے ڈاکٹر عبد الحکیم کو گھر کا بھیدی قرار دیکر ان کے اعتراضات کو وزنی قرار دیا۔ ہم اس بات سے خوش ہو گئے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم جو بیس سال تک بزعم خود حضرت کا مرید رہا اور گھر کا بھیدی کہلانیکا سزاوار تھا کاش وہی کوئی گھر کا بھید پبلک پر ظاہر کرتا۔ تعجب تو یہ ہے کہ میں نے جب اس گھر کے بھیدی کی تحریر کو دیکھا اور اسے بھی انہیں اعتراضات سے مملو پایا جنکو وہ ایک مدت تک بے بنیاد اور غلط سمجھتا رہا اور اپنی ایسا سمجھنے کی غلطی کو کسی نئی روشنی سے غلطی ثابت نہ کر سکا تو اسبات پر مجھے اور بھی یقین آگیا کہ یہ لوگ محض مخالفت اور ذاتی عناد کے باعث اندھے ہو رہے ہیں۔ آپ بتلائیں الٰہی بخش بھی گھر کا بھیدی تھا اور ایسا ہی عبد الحکیم ان گھر کے بھیدیوں نے کونسی نئی روشنی ڈالی کیا محض دوسروں کی قے کو چاٹ کر یہ گھر کے بھیدی اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو گئے۔ انکا تو فرض تھا کہ اپنی مخالفت کی تائید میں کوئی نئے اعتراضات پبلک کے سامنے پیش کرتے یا پرانے اعتراضات کی تصدیق میں اپنے ذاتی علم کی بناء پر کوئی بین ثبوت پیش کرتے لیکن ان سے ایسا نہ ہو سکا۔ مثال کے طور پر میں ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں جو آپ کی ذات سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ وہ براہین احمدیہ کے طبع کے متعلق ہے۔ غالباً ۹۴ء یا ۹۵ء سے پہلے کا یہ اعتراض چلا آتا ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کے طبع کرانے کے متعلق لوگوں سے پیشگی قیمتیں لیلیں اور براہین کو شایع نہ کیا اور لوگوں کا مال اس طرح خورد برد ہو گیا اس کے مقابل حضرت اقدس کیطرف سے براہین کی تعویق کے متعلق بہت سے کامل اور مضبوط وجوہ پیش کئے گئے۔ اور بدظن طبایع کے ظنون فاسدہ کو رفع کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو شخص اپنی ادا کردہ قیمت واپس لینی چاہے وہ براہین کی خرید کردہ جلدیں خواہ کیسی حالت میں ہوں ہم کو واپس دیکر اپنی ادا کردہ کل کی کل قیمت لے لے۔ اس کام کے سرانجام دہی کے لئے آپ ہی مقرر کئے گئے تھے اور آپ نے کئی دفعہ زبانی اعلان بھی کیا کہ جو چاہے آپ سے قیمت لے لے مجھے خوب یاد ہے کہ جب کبھی ان ایام میں آپ کے سامنے یا منشی الٰہی بخش کے سامنے اس اعتراض کا ذکر آتا تو آپ دونوں نے حضرت اقدس کی حمایت میں قیمت واپس دینے کی آمادگی ظاہر کی بلکہ مجھے خوب یاد ہے کہ بعض کتب واپس ہو کر آپ سے قیمت بعض نے واپس لی۔ اور پھر وہ کتب مریدین سلسلہ میں ہاتھوں ہاتھ بک گئیں۔

اب اگر یہ واقعات سچے ہیں تو کیا میاں الٰہی بخش کو یا آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جسوقت آپ لوگ مخالفت پر کمر بستہ ہوں تو اپنی فہرست اعتراضات میں اس براہین احمدیہ والے اعتراض کو بھی جڑ دیں۔ میرے نزدیک تقویٰ اور دیانت یہ اجازت نہ دیگی۔ ہاں اسکی ایک راہ اور بھی اور وہ یہ تھی کہ میاں الٰہی بخش اعلان کرتے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے واپسی قیمت براہین کے متعلق اعلان کیا وہ بھی ایک چال تھی اور منشی عبد الحق صاحب کو

اور مجھے بھی دوستی کے لحاظ سے اس جال اور فریب میں شریک ہونا
پڑا۔ اور ہم اس فریبانہ جال میں معین و مددگار تھے اب اللہ تعالیٰ نے
اپنے خاص الہام سے ہم کو متنبہ کیا اور ہم اس گناہ سے بچے اور ہم اب
اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس اپنی سابقہ شرکت فریب سے پبلک کو آگاہ
کریں۔ صرف اس صورت میں مصنف عصائے موسیٰ کو حق پہنچتا تھا کہ
وہ اعتراض متعلقہ براہین کو بھی فہرست اعتراضات میں درج کرتا۔
والا بصورت دیگر ہم تو یہی کہیں گے کہ در اصل جو اعتراضات منشی
طاعون زدہ نے پیش کئے وہ بالکل مخالفت کی نابینائی کا نتیجہ ہے۔
میرے مکرم منشی صاحب مجھے سنہ ۱۸۹۴ و ۱۸۹۵ء کا زمانہ خوب یاد ہے جب
آپ کے مکان پر ہمارے جلسے ہوتے تھے۔ جب آپ اور ہم اکٹھے اٹھتے
بیٹھتے تھے۔ آپ نے کئی دفعہ ان تمام اعتراضات کا جو منشی الٰہی بخش
نے کتاب میں لکھے۔ سال بعد درج کئے ذکر کیا اور پھر خود ہی بدلائل
قویہ (جسکی بنیاد آپ کا ذاتی علم متعلق حضرت اقدس ہوتا تھا) ان
اعتراضات کا ازالہ کیا۔ اب تو طاعون کے ہاتھ سے آپ کو دوست
پرستی کے قیود سے آزاد کر دیا ہے کہ وہی دلایل قویہ جو آپ اور ہم کو
سنایا کرتے تھے وہ آپکی تشفی اور تسلی کا باعث نہیں ہو سکتے۔ کیوں
نہیں دلایل کو سامنے رکھکر آپ اپنی لغزشوں کو نہیں چھپاتے۔
مجھے آپ کے ہم جلیسوں کے علاوہ راجہ جہانداد خاں گکھڑ
پر بھی افسوس ہے اور میں نے اس سے ذکر بھی کیا کہ جب سنہ ۱۹۰۰ء
یا سنہ ۱۹۰۱ء تک وہ حضرت اقدس کا مؤید اور مصدق رہا ہے اور
حضرت کی تمام تصانیف سے خوب ماہر تھا اور مخالفین کے
لٹریچر پر بھی اسکی نگاہ تھی تو پھر سنہ ۱۹۰۲ء کے بعد حضرت اقدس
نے اب کونسا نیا پہلو اختیار کیا جو آپ کے یا راجہ گکھڑ کے
انحراف کا باعث ہوا ظلی یا غیر ظلی نبوت یا دعوائے رسالت
واحمدیت۔ یا انت منی وانا منک۔ وغیرہ وغیرہ
ان میں سے کونسی بات ہے کہ جس کا ذکر کھلا کھلا براہین میں
نہیں تو پھر یہ باتیں کیوں از سر نو مخالفت کی بنیاد بن گئیں۔
اصل بات یہ ہے کہ جب ذاتی اغراض یا ذاتی رعونت درمیان
آجاتی ہے تو پھر انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ نہ امیر صاحب
کابل مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار کی تقرری بعہدہ
پولیٹیکل ایجنٹی قندھار پر ان کی احمدیت کے باعث اعتراض کرتے
اور نہ راجہ صاحب کو سفارت کابل کی خواہش حضرت کے افترا
سے روکتی۔ راجہ صاحب ایک زمانہ میں علی الاعلان احمدی مشہور
تھے اور پھر جب انہیں سفارت کابل کے حصول کا شوق پیدا
ہوا تو ان کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ اٹھتے بیٹھتے مخالفت
کر کے امیر کابل کے کانوں تک پہنچا دیں کہ وہ سخت
معاند سلسلہ احمدیت ہے خدا کی شان ہے کہ آخر خسر الدنیا
والآخرۃ نے کیسا رنگ اپنا دکھلایا۔
ایسا ہی نہ منشی الٰہی بخش نے اور نہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے
کوئی نئی وجہ مخالفت جناب مرزا صاحب میں دیکھی اور
آخر الذکر نے تو اپنی مخالفت سے ایک سال یا کم بیش
عرصہ پہلے مرزا صاحب کی حمایت میں تصانیف شایع کیں
در اصل یہ لوگ بلعمی صفات اپنے اندر رکھتے تھے۔ ان کو
یہ خیال تھا کہ ہم خود حضرت احدیت مآب کی جناب میں
باریاب ہیں ان کو جناب موسیٰ کے حالات سے سبق
لینا چاہئے تھا۔ لیکن جس رعونت نے بلعم کو اخلد الی الارض کا
مصداق بنایا اس سے یہ لوگ کیسے بچ سکتے تھے۔

اب میں چند الفاظ میاں الٰہی بخش کے بعض الہامات کے متعلق
عرض کر کے اس نیاز نامہ کو ختم کرتا ہوں میں نے کتاب عصائے موسیٰ
میں میاں صاحب کے چند الہام ایسے بھی دیکھے ہیں۔ جن کو
اشاعت عصائے موسیٰ سے پہلے (جب میاں صاحب حضرت
مرزا صاحب سے خوش اعتقادی رکھتے تھے) میں نے میاں صاحب سے سنا تھا
اسوقت ان الہامات کے مصداق جناب مرزا صاحب اور
انکے مخالف ظاہر کئے جاتے تھے اور جب مخالفت کا زمانہ آیا تو
انہیں الہامات کا مصداق خود میاں صاحب اور مرزا صاحب بنائے
گئے۔ مثال کے طور پر میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں اور خدا شاہد ہے
کہ میں اس تحریر میں صادق القول ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جن دنوں
جناب مرزا صاحب کے برخلاف مارٹن کلارک کا مقدمہ سنہ ۱۸۹۷ء
میں ہو رہا تھا تو میں اتفاق سے منشی الٰہی بخش کو انارکلی میں متصل مکان
قدیم ملگیا۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ بھی پادریوں کی مخالفت
میں دعا کریں انہوں نے کہا کہ میں نے دعا کی ہے اور مجھ پر الہام ظاہر
کیا گیا ہے کہ جناب مرزا صاحب اس مقابلہ میں مظفر و منصور ہونگے۔
پھر انہوں نے الفاظ الہام کے دہرائے جنمیں موسیٰ اور فرعون حسب
تشریح میاں الٰہی بخش۔ جناب مرزا صاحب اور مارٹن کلارک کو کہا گیا تھا۔
میاں الٰہی بخش کہتے تھے کہ چونکہ موسیٰ فرعون پر غالب آیا تھا اسیطرح جناب
مرزا صاحب پادریوں پر غالب آویں گے۔ غرضیکہ وہ دن بھی آیا
جب حضرت اقدس اس مقدمہ میں مظفر و منصور ہوئے اور
جب میں پھر میاں الٰہی بخش کو ملا۔ تو انہوں نے مبارک دیتے ہوئے
اپنے الہام کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ آخر موسیٰ نے فرعون پر
غالب آنا تھا سو غالب آگیا۔ لیکن میری حیرت اور تعجب کی کوئی
حد نہ رہی جب میں نے عصائے موسیٰ میں اس الہام اور اسکے قبیل دیگر
الہامات کو دیکھا کہ جنکی بنا پر میاں الٰہی بخش تو موسیٰ بنے اور فریق ثانی
فرعون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔
عجب نشان ربی ہے کہ اگر یہ الفاظ واقعی خدا کیطرف سے تھے کیونکہ
وہ زمانہ منشی صاحب کی صلاحیت کا تھا تو وہ الفاظ کس وضاحت
سے پورے ہوئے دست قدرت نے ظاہر کر دیا کہ کون
موسیٰ ہے اور کون فرعون کس نے موسیٰ کیطرح فرعون کو
طوفان میں غرق ہوتے دیکھا اور کون فرعون کیطرح طوفان میں
غرق ہوا۔
میں نے یہ چند کلمات حقیقی درد اور سچے افسوس سے لکھے ہیں اور
میری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ انکو نفع بخش آپ کے لئے یا اور
پڑھنے والوں کے لئے کرے۔

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب
لاہور۔ انارکلی۔

مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء۔

اندہے کو اندہیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ محمد یوسف پنشنر جو پہلے دنوں اندہے ہو گئے تہے روحانی طور پر تو بالکل ہی اندہے ہیں اور اس لئے بمصداق مثل مشہورہ ساون کے اندہے کو ہرا ہی ہرا سوجہتا ہے انہیں جو کچھ بہی سوجہائی دیتا ہے وہ قرآن مجید کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف۔ اسلام کے خلاف اور خود اللہ تعالیٰ کی پاک شان کے خلاف۔

حافظ صاحب باوجودیکہ اس پیرانہ سالی میں اپنی شوخیوں اور گستاخیوں کا خمیازہ بہگت چکے ہیں لیکن پہر بہی بیحیائی سے کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور اور اسکی جماعت سے استہزا کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور اسطرح اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر انہیں ایمان نہیں۔ اسکی نظیر انکا وہ تازہ اشتہار ہے جو منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی موت پر اس نے شایع کیا ہے۔

منشی الٰہی بخش کے نام سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے موسیٰ ہونیکا دعویٰ کیا تہا اور اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تہی مگر باوجودیکہ وہ اچہا خاصہ موٹا تازہ مضبوط آدمی تہا اور حضرت مسیح موعود سے عمر میں بہی کم تہا پہر بہی اپنی اس قسم کی پیشگوئیوں کیوجہ سے حضرت مسیح موعود کا فدیہ ہو گیا اور صادق کی زندگی میں کاذب طاعون سے ہلاک ہو گیا اس موت سے مراتب ہے کہ اسنے خود حضرت مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کرتا تہا۔ اور پہر اپنے گہر سے باہر منشی عبدالحق کے گہر میں مرا یہ ماڑا ہی نک نہیں کہ کہا کہ وہ منشی عبدالحق کے گہر میں کیوں آکر مرا۔ دو صورتوں میں کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے یا تو یہ کہ خدا نے منشی الٰہی بخش نے تیمارداری کا کوئی اعلیٰ نمونہ دکہایا ہو اور یا یہ کہ منشی عبدالحق کے گہر میں ہی یکایک ایسے بیمار ہوئے کہ اٹہہ نہ سکے اور شدید العذاب نے ایسا پکڑا کہ ہوش ہی نہ رہی کہ کہاں جائیں؟ بہرحال یہ امر منشی عبدالحق ظاہر کریگا۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ وہ طاعون سے عبدالحق کے گہر مرا اور اسطرح صادق کی صداقت پر اپنی موت سے مہر کر گیا اسیطرح جسطرح اس سے پہلے اس کے امثال نے کی۔

حافظ محمد یوسف کو اس موت سے سبق لینا چاہئے تہا اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خدا کے برگزیدہ کو مان لینا مناسب تہا مگر ازلی شقی دوست اور مخلص محب کی موت کو ہنسی کا ذریعہ قرار دیتا ہے جس سے اسکی قساوت قلبی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ اس نے مندرجہ ذیل نوٹس شایع کیا ہے۔

قابل توجہ مرزا صاحب و مرزائیاں

مینے کل ۸ اپریل کو وقت ۱۰-۱۱ بجے دن کے سنا کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہور مصنف عصائے موسیٰ ملہم ربانی آج رات کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے دلکو سخت صدمہ پیدا ہوا اسیوقت سے رنج اور غم میں مبتلا ہو گیا۔ رات کو بعد نماز عشاء اسی غم میں سو گیا۔ بعد ۲ بجے رات کے آنکھ کہلنے کے بعد غنودگی میں ابہی رضائی میں پڑا ہوا تہا معلوم ہوا۔ کہ مولوی برہان الدین جہلمی اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور ایڈیٹر اخبار البدر مرزائیوں کو بسبب تقلید مرزا قادیانی کے فرشتے سخت عذاب کر رہے ہیں اور وہ لوگ مرزائی ہونیسے انکار کر رہے ہیں اسواسطے مرزائیونکی نسبت شہادت لینے کے واسطے منشی الٰہی بخش صاحب برگزیدہ بارگاہ صمدانی کو نہایت عزت کے ساتھ طلب کیا گیا ہے جو کچھ ملہم ربانی منشی الٰہی بخش صاحب مرزائیونکی نسبت شہادت پیش کریں گے اسیطرح عملدرآمد کیا جاویگا اسبات کو سنکر دل کو اطمینان ہو گیا اسواسطے بہائی مرزائیونکو اور بالخصوص مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ مگر ابہی تک دروازہ رحمت کا واسطے قبول ہونے توبہ کے کہلا ہے مرزائیوں کو لازم ہے کہ جلد توبہ کریں اور تقلید مرزا سے علیحدہ ہو جائیں ورنہ تمہارا بہی یہی حال ہو گا میں صرف بطور خیرخواہی کے آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں پہلے بہی بذریعہ قطع الوتین اور کہلے خط کے اطلاع دیگئی ہے اور پہر تبلیغ کرتا ہوں آئندہ اختیار ہے۔

حافظ (محمد یوسف پنشنر از امرتسر) ۹ اپریل ۱۹۰۷ء

اس نوٹس میں ایک طرف تو حافظ صاحب منشی الٰہی بخش کی موت پر سخت رنج و غم میں اپنا مبتلا ہونا ظاہر کرتا ہے اور اسے ملہم ربانی قرار دیتا ہے دوسری طرف اسپر ہنسی کرتا ہے جبکہ وہ ایک موت کو ادائے شہادت کا باعث قرار دیتا ہے۔ ناظرین اس مقام پر خوب غور کریں کہ کیا عرف عام میں جب کوئی شخص شہادت ادا کرنے جایا کرتا ہے تو اس کے رفقاء کو صدمہ اور رنج اور غم بہی ہوا کرتا ہے؟ اور وہ واپس نہیں آیا کرتا؟

قاعدہ متعارفہ تو یہ نہیں غالباً منشی الٰہی بخش صاحب پر حلف دروغی کا مقدمہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ بقول حافظ صاحب وہ مرزائیوں کے خلاف شہادت دینے گئے ہیں۔ اور چونکہ واپس نہیں آئے۔ اس لئے قرین قیاس یہی امر ہے کہ انہوں نے حلف دروغی کی ہے اور اسکی سزا بہگت رہے ہیں۔ اور انکے گواہ دوسرے قرائن بہی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ جن مرزائیوں کے خلاف انکی شہادت ہے انکو تو اس جہان سے رخصت ہوئے عرصہ گذر گیا۔ اب تک منشی الٰہی بخش کا شہادت کے لئے نہ جانا ظاہر کر رہا تہا کہ وہ سمن آسمانی کی تعمیل سے بہاگتے پہرتے رہے ہیں اور اسوقت ہی ۸ اپریل کو بہاگ کر منشی عبدالحق کے مکان میں چہپے ہوئے تہے کہ یکایک طاعونی وارنٹ کے ذریعہ بلا ضمانت گرفتار ہو کر حاضر کئے گئے۔ اور ان مفتریات کے لئے جو انہوں نے عصائے موسیٰ میں کی ہیں انپر مقدمہ ہو گیا ہو تو تعجب نہیں۔ حافظ صاحب خود تشریف لیجائیں اور شریک حال ہوں۔ اور جس عزت کے ساتھ انکو بلایا گیا ہے حافظ صاحب بہی اسی عزت سے جانے کی درخواست کر دیں۔ اس سے یہ بہی فائدہ ہو گا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائیگا اور اگر حافظ صاحب اس شہادت کے لئے جانے سے گریز کریں تو اپنے دوستوں عبدالحق یا ثناء اللہ میں سے کسیکو بہیجدیں کیونکہ ثناء اللہ تو اس امر میں مشتاق بہی ہے۔ کرم الدین کے مقدمہ میں بہی گواہ ہو کر گیا تہا۔ اسمیں بہی چلا جاوے وہ مولوی فاضل بہی ہے اسکی شہادت شاید بہت معتبر ہو۔ حافظ صاحب ان بزرگوں سے پوچھکر بتائیں کہ کب تک تشریف لیجائینگے! مگر حافظ صاحب کو ضرور جانا چاہیئے تاکہ وہ واپس آکر اس رویداد کو شایع کر دیں یا میاں معراج الدین حکیم کو لے جائیں۔

بہرحال

یہ تو حافظ صاحب کی شوخی اور بے حیائی پر ایک ریمارک ہے۔ مگر حافظ کی اس تحریر کو پڑہکر صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس شخص کو نہ خدا پر ایمان ہے اور نہ قرآن کریم پر اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت اس کے دل میں ہے۔ ورنہ وہ ایسی بے حیائی اور ہنسی سے کام نہ لیتا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر کسقدر اعتراض وارد ہوتے ہیں کیا وہ خدا جو سمیع بصیر۔ خبیر بما تعملون۔ علیم بالذات الصدور ہے اسکے حضور کوئی امر مخفی اور پوشیدہ ہو سکتا ہے؟ اے عقل و ایمان کے دشمن! اے تیرہ باطن حافظ! دیکہہ تیری یہ ہنسی خدا کے مامور و مرسل اور اسکی جماعت ہی سے نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے ساتہہ ہے اور سن!!! اس جرم کی سزا تعزیرات قرآنی میں کیا لکہی ہے۔

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۔ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ○ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ○

اور پھر دوسرے مقام پر سورہ کہف کے آخری رکوع میں فرمایا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ○ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ○ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ○

اور پھر یہ تو بتا کہ جب الٰہی بخش کی شہادت کی اس مقدمہ مرزائیاں میں عدالت ربانی میں ضرورت تھی تو مرزائیوں کو عذاب کس بنا پر ہو رہا تھا؟

پس یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرے اعتقاد کے موافق معاذ اللہ خدا ظالم ہے اور یا تو اس افترا بازی میں نہایت بے باک ہو گیا ہے اور خدا اور اس کے فرشتوں پر بھی افترا کرتا ہے۔

او ناعاقبت اندیش اسیر باطن!! انبیاء و رسل کے دشمن!! دیکھ تیرا یہ حملہ کس پر ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ علیم بالذات الصدور کی شہادت کافی نہیں تھی کیا تو نے نہیں پڑھا کفی باللہ شہیدا۔ کیا ملائکہ المقربین کی شہادت کافی نہیں جو الٰہی بخش کی حاجت پڑی۔

یہ قصہ تو نے محض ہمارا دل دکھانے اور الٰہی بخش کی طاعونی موت کا داغ ندامت مٹانے کیلئے گھڑا ہے تیرا یہ معاملہ خدا کے ساتھ ہے اور اس کے لئے تو جوابدہ ہے میں تیرے مذاق کے موافق تیرے اس اشتہار پر ایک اور پہلو سے بھی گفتگو کرنا چاہتا ہوں کیونکہ لاتوں کے بھوت بات سے نہیں مانا کرتے۔ اگر تو بالکل کور و کر نہیں ہو گیا تو کیا عجب تجھے فائدہ پہونچے۔

اگر حافظ صاحب کا حافظہ دروغگو را حافظہ نباشد کا مصداق نہیں تو امید ہے انہیں جلد ہوش آجائیگی۔ یکم جولائی ۱۹۰۰ء کو اتمام حجت کی غرض سے معراج یوسفی نام ایک اشتہار ہماری طرف سے شایع کیا گیا تھا اور اسمیں یہ کشف حافظ صاحب کا لکھا گیا تھا جسکی تردید اسوقت تک حافظ جی نے نہیں کی۔ اور وہ یہ ہے۔

"میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ فرشتے پہلے آسمان پر مجھے لے گئے پھر دوسرے آسمان پر لے گئے یہانتک کہ ساتویں آسمان تک پہونچا دیا پھر عرش معلے کے قریب مجھے کیا وہاں اللہ جلشانہ کی تجلی مجھ پر ہوئی اس تجلی میں سے اللہ جلشانہ کی آواز آئی اور خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ کسی فرشتے کے اپنی زبان مبارک سے مجھے فرمایا کہ میں نے اپنے بندہ مرزا غلام احمد کو بھیجا ہے کیوں لوگ اسکا انکار کرتے ہیں؟ اور کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ اس نے شریعت پر کیا بڑھایا؟ صرف متشابہات پر گفتگو کر کے ان کو حل کیا ہے میں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے اور پھر آواز آئی کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاویں گے۔"

یہ تو آپ کا کشف ہے اور خدا تعالیٰ کی آواز کو بلا واسطہ آپ نے سنا سات سال کے قریب ہونیکو آئے یہ کشف شایع کیا گیا اور آپ نے اسکی تردید نکر کے اسکی سچائی کو تسلیم کر لیا اور یہ بھی آپ نے دیکھ لیا کہ منکروں کا کیا حال ہوا؟ اوروں کو جانے دیجئے خود آپ نے ہی اپنی ذات پر بہت کچھ دیکھا۔ بیٹا مر گیا کچھ دنوں اندھے ہونے کے دکھ سہے پھر بھائی کو لا ولد اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کیا۔ اور اب رفیق الٰہی بخش کو طاعونی موت سے مرتے دیکھا۔

دوسرے منکر جو مرا کرتے ہیں وہ تو الگ ہے۔ اب آپ کے اس کشف سے ہوتے ہوئے کیونکر یقین کر لیں کہ الٰہی بخش شہادت دے گیا ہے کیوں یہ

قرار نہ دیا جاوے کہ وہ پکڑے گئے ہیں۔ اور اسپر ایک اور عظیم الشان تحدی زبردست گواہ ہے۔ اور یہی صورت واقعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسکی کسیقدر تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود کو طاعون کی شدت کا الہام ہوا تو ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا تھا لولا الاکرام لهلک المقام یعنے اگر تیری عزت اور اکرام کا پاس نہوتا تو قادیاں کو بھی ہلاک کر دیا جاتا۔ اس پیشگوئی کو کثرت سے شایع کیا گیا اور لاہور میں شدید طاعون پھیلنے کی پیشگوئی کی گئی چنانچہ ۱۰ر اپریل ۱۹۰۲ء کے الحکم کے ذریعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے اس پیشگوئی کو پر زور تحدی کے ساتھ شایع کیا۔ اور اسمیں منشی الٰہی بخش اور عبد الحق وغیرہ پر ان الفاظ میں اتمام حجت کیا۔

"حضرت ممدوح نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ لاہور اور اسکے مثل وہ مقامات جنمیں ائمۃ الکفر رہتے ہیں طعمہ طاعون ہونیسے ہرگز نہ بچیں گے اور حضرت ممدوح نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک ہی راستباز ہوگا اسجگہ کو خدا تعالیٰ اس مشتعل غضب سے بچائیگا اور حضرت ممدوح بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ان مقامات میں جنکی نسبت وہ خدا کے غضب کی پیشگوئی کرتے ہیں ایک ہی راستباز نہیں بلکہ راستی کے مکذب ہیں اور ایک ہی دل نہیں جسمیں حقیقی تقوے اور طہارت ہو تو اب لاہور کے غیرتمند علماء اور پبلک کا فرض ہے کہ اپنے علماء فضلاء حکماء اور ملہموں کے پاس جا کر عرض کریں خصوصاً منشی الٰہی بخش عبد الحق سے باصرار کہیں کہ وہ بھی بالمقابل ایک پر زور پیشگوئی کر دیں کہ لاہور ضرور ضرور محفوظ رہیگا اور اپنی شفاعت اور راستی کا اسطرح ثبوت دیں میاں الٰہی بخش اپنی کتاب میں دعوے کرتے ہیں کہ بارش کیطرح الہام انپر برستے ہیں اب وہ ایک ہی الہام لاہور کے حق میں کر دیں۔ اب تو خداوند غیور نے فیصلہ کی بڑی آسان اور سیدھی سڑک طیار کر دی ہے اور صدق و کذب کا واضح معیار بروئے کار آنے کے قریب ہو گیا ہے اس بیہودہ طومار میں جو داستان امیر حمزہ سے زیادہ دلچسپ اور مفید نہیں اس آسمانی سلسلہ کی تردید کے لئے الٰہی بخش نے بڑی زحمت اٹھائی ہے مگر وہ کمزور کاغذ کہاں روک سکتے تھے اس ترقی کے طوفان کو جو خدا کی اپنی مرضی اور تائید سے چل رہا ہے اور ہزارہا آدمی اسوقت سے اس پاک سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اب بڑا آسان اور صاف فیصلہ ہے کہ خدا کا مسیح اپنے صدق و حقیت کا معیار اس پیشگوئی کو ٹھہراتا ہے لہذا ان صدق کے مکذبوں کا ہر طرح سے فرض ہے کہ اسکی تکذیب کیلئے جان توڑ کر لڑیں۔

عصائے موسیٰ کا مصنف اسوقت اسی شد و مد سے یہ الہام شایع کر دے کہ قادیاں کے پیغمبر کے دعوی کے ساتھ لاہور طاعون کی دست درازی سے بچ رہیگا بنسبت دیگر شہروں کے کم

الٰہی بخش ملہم اور صادق اسی میں ہے

اگر الٰہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جائز رکھتا ہے کہ وہ کاذب اور تقوی اور تقرب الٰہی سے محروم مشہور ہو جاوے اور عوام کالانعام میں منسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں۔"

اس تحدی کو شایع ہوئے پانچ برس گذر گئے۔ اور منشی الٰہی بخش کو جن الفاظ میں غیرت دلائی گئی ہے وہ ناظرین کے سامنے ہیں وہ شخص جو موسیٰ ہونیکا مدعی ہے اور جو کہتا ہے کہ بارش کیطرح اسپر الہام برستے ہیں ایسے مقابلہ کیوقت اس کا فرض تھا کہ وہ اپنی تقویٰ اور تقرب الٰہی کے ثبوت کیلئے خاک پر گر گر کر خدا کے حضور دعائیں کرتا اور اپنی شفاعت اور راستی کا بین ثبوت دیتا اور کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان غیرت دلانیوالے الفاظ کو سنکر اور پڑھکر دعائیں نہ کی ہونگی ضرور وہ اور اس کے رفیق

ناک رگڑتے رہے ہونگے مگر

مادعاء الکافرین الا فی ضلال

انکی دعائیں انکے ہی مُنہ پر ماری گئیں۔ اور لاہور کی حفاظت تو درکنار اپنی حفاظت کا بھی وعدہ نہ ملا۔ ورنہ ناممکن تھا کہ وہ شور نہ مچاتے اور شایع نہ کرتے کیونکہ اس تحدی کے مقابلہ میں ناکام رہنے کا نتیجہ یہ قرار دیا گیا تھا کہ "اگر الٰہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جایز رکھتا ہے کہ وہ کاذب تقویٰ اور تقرب الٰہی سے محروم مشہور ہو جائے اور عوام کالانعام میں محسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں"۔ اسلئے ایک غیور اور باحمیت انسان کب روا رکھتا ہے کہ وہ کاذب مشہور ہو۔ اور خدا اپنے کسی برگزیدہ کیلئے کب جائز رکھتا ہے کہ ایک مفتری کے مقابل میں صادق ذلیل ہو۔ الٰہی بخش اپنے آپ کو صادق یقین کرتا تھا اور حافظ محمد یوسف اور عبدالحق اس کے گواہان حاشیہ تھے پھر یہ کیا اندھیر ہوا کہ ان تینوں ملہموں کو خدا نے اس تحدی کے مقابلہ میں جو ان کے خیال میں الہام کے موافق معاذ اللہ ایک کاذب کی تحدی تھی محروم کر دیا؟ کیا صادقوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے کہ وہ کاذب کے مقابل میں ذلیل ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں اصل یہی ہے کہ وہ صادق نہ تھا صادق خدا کا موعود مسیح ہی تھا۔ اور اسلئے اسکی تحدی کے مقابلہ میں الٰہی بخش کا علم اور اسکی الہامی اور کشفی طاقتیں سلب ہو گئیں۔ اور واقعات نے بتا دیا کہ اس کا آسمان سے کچھ بھی تعلق نہیں

پانچ برس تک یہ پیشگوئی شایع رہی الٰہی بخش نے اپنی خاموشی سے خدا کے مامور کی صداقت اور اپنی تہیدستی اور آسمانی تعلقات سے بے نصیب ہونے کی اقبالی ڈگری پبلک کے ہاتھ میں دیدی اور اب لاہور کی شدید طاعون نے اس ڈگری کا اجرا کر دیا اور الٰہی بخش کو طاعونی وارنٹ کے ذریعہ گرفتار کر لیا۔

حافظ صاحب یہ ہے اصل روئداد مقدمہ کی چونکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ہی اس تحدی کو شایع کیا تھا۔ اسلئے یہ عجب کی بات نہیں کہ انکی روح نے جوش مارا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور الٰہی بخش کے مقدمہ کو پیش کر دیا اور حافظ محمد یوسف کے کشف کے موافق جسمیں خدا تعالیٰ نے انہیں بلا توسط غیر بتایا تھا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاویں گے فرد قرار داد جرم لگ کر بلا ضمانت گرفتار ہو گیا۔ اسلئے میں حافظ صاحب کو اس خیال سے کہ وہ موسیٰ کاذب کا متبع ہے یہ آیت سنانی ضروری سمجھتا ہوں جسمیں خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝

موسیٰ کاذب طاعون کا شکار ہو گیا اور آپ کے کشف کی واقعات حقہ نے تائید کر دی اور پانچ سال پہلے کی شایع کردہ تحدی اسکی موید ہے۔ اسلئے اب وہ منکروں کی فرد قرار داد جرم کے نیچے ہیں۔

منشی عبدالحق اور حافظ محمد یوسف حق دوستی ادا کرنا چاہیں تو انکی شہادت صفائی میں جا سکتے ہیں۔ اور چونکہ حافظ صاحب اس اشتہار میں لکھ چکے ہیں کہ وہ عزت سے بلا سے گئے ہیں۔ اسلئے غالباً وہ خود ہی ادائے شہادت حقہ کے لئے اسی عزت سے جانا پسند کریں بہر حال یہ انکا اختیار ہے۔

بالآخر میں حافظ صاحب کو نہایت خیر خواہی اور سچی ہمدردی سے یہ صلاح دیتا ہوں کہ وہ خدا سے ڈریں اور اس قسم کی ہزل و استہزا سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ماموروں اور رسولوں کیلئے بہت غیرت ہوا کرتی ہے وہ پسند نہیں فرماتا کہ انپر ہنسی کیجاوے۔ یہ سچ ہے کہ ہنسی ہوتی ہے لیکن ہنسی کرنیوالوں کا انجام عبرتناک ہوتا ہے۔ پس آپ پر چونکہ اتمام حجت ہو چکا ہے اسلئے بہتر ہے کہ خدا سے ڈر جاؤ اور استہزا کو چھوڑ کر اس نشان پر غور کرو جو آپکے گھر میں صادق کے سامنے موسیٰ کاذب کی طاعونی ہلاکت سے ظاہر ہوا ہے۔

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن یارا * خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

ایک مطالبہ اور اسکی ادائیگی

مکرمی جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی اخبار اہلحدیث کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس امر کا مطالبہ کیا ہے کہ اسکو بتایا جائے کہ ہمارا امام التوحید حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو امریکہ کے مفتری و مدعی نبوت ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ کب اور کہاں قلمبند کیگئی تھی افسوس کہ اس نجدی پرست نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ میرے اس گستاخانہ مطالبہ کی اس وقت تک کیا وقعت ہو سکتی ہے جب تک کہ سلسلہ احمدیہ کے زبردست اور دنیا بھر کے مشہور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے فائلوں کی سلسلہ وار پڑتال نہ کیجاوے ہاں اگر اسکی کور باطنی کچھ رہنمائی نہ کرتی تو پھر واقعی اسکو حق پہونچتا تھا کہ آپ یا مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سے مطالبہ کرتا اور ضرور کرتا چونکہ وہ ایسا نہیں کر سکا اس لئے میں نے چاہا ہے کہ امرتسری نجدی پرست مولوی کی اطلاع کے لئے اس نوٹس اور چیلنج کا کچھ حصہ پیش کر کے سبکدوش ہو جاؤں جو بہر حال حسب ذیل ہے۔

"یاد رہے کہ میں اس ملک انڈیا میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس ۲۵ برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا ہے اور وہ میں ہی ہوں ...... اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا ...... مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندے کے پھاڑنے سے ہو اور ہم اس جواب کے لئے ڈوئی کو تین ماہ کی مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو۔ آمین" (دیکھو ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)

اب مولوی ثناء اللہ انکار اور تعصب میں جسقدر چاہے ترقی کرے مگر حق و باطل میں جو فیصلہ منظور تھا وہ ہو چکا جسپر ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ
کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کو * ڈوئی ہی ہے سچائی کو جسکی بتا گیا۔

شاید امرتسری نجدی پرست کو حسب عادت ایسی صاف اور اجلی صداقت پر بھی شک ہی ہو مگر اس (در کتاب صحیح بخاری از عبداللہ بن عمر رض مرویست کہ گفت آن فرمودہ جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا و یمننا یعنے اے اللہ برکت فرما در ملک یمن و شام قالوا وفی نجدنا یعنے صحابہ عرض کردند کہ برائے ملک نجد دعا فرما لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بار دیگر برائے ملک شام و یمن دعا فرمودند پس بار دگر صحابہ برائے ملک نجد بخدمت آنحضرت التماس نمودند پس جواب داد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم "ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان" یعنے اندرون ملک نجد زلزلہ و فتنہ ہائے پیدا خواہند شد و بروں مے آید ازانجا امت شیطان) پیشگوئی کے صحت پر تو غالباً کچھ شک نہ ہوگا بھلا جبکہ تمہیں مولوی ثناء اللہ صاحب فتنہ مذکور کا بقیہ اور یادگار کے طور پر خود موجود ہیں تو پھر انکار اور شک کرنیکے کیا معنے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ شیخ عبدالوہاب نجدی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

راقم ناچیز محمد حسین مسافر